رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

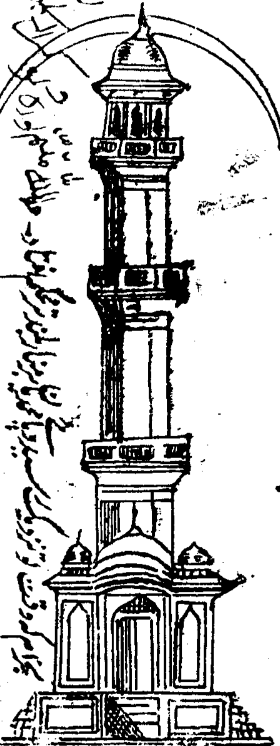
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بچہار قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت للعہ سالانہ

(۱) عوام سے صہ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر سے (۴) غیر مذاہب والوں سے للعہ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے عہ



فہرست مضامین

نمبر ۳۱ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۲۰ رجب ۱۳۲۴ ہجری | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۲۴۔ اگست ۱۹۰۶ء "آج کل کوئی نشان ظاہر ہوگا" یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونے والا ہے۔

۲۵۔ اگست ۱۹۰۶ء۔ شفیع اللہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ میرا نام رکھا ہے اور اس کے معنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کا شفیع۔

۳ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ انّی مع الروح اٰتیک بغتۃ ترجمہ۔ میں روح کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤنگا۔ رؤیا۔ فرمایا آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ ایک چوغہ زرین جس پر بہت سنہری کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا گیا ہے۔ ایک چور اس چوغہ کو لیکر بھاگا۔ اوس چور کے پیچھے کوئی آدمی بھاگا جس نے چور کو پکڑ لیا اور چوغہ واپس لے لیا بعد اس کے وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ چور اوس کو اس غرض سے لے کر بھاگا تھا کہ اس تفسیر کو نابود کر دے۔

فرمایا اس کشف کی تعبیر یہ ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا۔ اور تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں دکھائی گئی اس کی یہ تعبیر ہے کہ وہ ہمارے لئے موجب عزت اور زینت ہوگی۔ واللہ اعلم

۸ ستمبر ۱۹۰۶ء۔ پیٹ پھٹ گیا۔ دشمن نہایت اضطراب میں ہے

امین الملک

جے سنگھ بہادر

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

شیم! لنڈن ایسٹ انڈیا ایوسی ایشن کے مئی کے اجلاس میں ہندوستانیوں اور انگلو انڈین جماعتوں کی کشیدگی کے دور کرنے اور باہمی قیام اتحاد کے مضمون پر طبع آزمائی کی گئی۔ ایک پارسی لیڈی نے دوران تقریر میں کہا کہ

پردہ سسٹم موجودہ کشیدگی کا بڑا باعث ہے

ست دہرم پرچارک اس رائے کی برجستگی کی تعریف کرتا ہے۔ میں نہایت افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے اور مزید غور کے رائے دینے سے کیا فائدہ! کیا ست دہرم پرچارک ان نتائج پر غور کر سکتا ہے جو اس رائے پر عمل کرنے سے پیدا ہو سکتے ؟ کیا آئے دن کے عصمت دری کے مقدمات ایسے کچھ سبق نہیں دیتے ایسی رائے پر بجائے تعریف کے نفرین کرنی چاہئے۔

آریہ سماج اسلام کے قریب آرہا ہے

آرین اخباروں میں آج کل ذات پات کی بندشوں کو توڑنے اور غیر مذاہب کے ساتھ خورد و نوش کا سوال چھڑ گیا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ اسکا کوئی مفید نتیجہ نکلے گا۔ اس سوال کا محرک دراصل دہرم پال ہے شاید اس لئے کہ اسے شودر سمجھا گیا اور اس اعلیٰ سوسائٹی میں اسے جگہ نہ ملی جو وہ بھی بیٹھا ہوگا۔ بہرحال اب اس امر پر زور دیا جا رہا ہے کہ اعمال و افعال کا لحاظ کر کے ذات بندی ہو اور پہلے کی طرح لفظی بحث تک یہ امر محدود نہ ہو بلکہ اسے عملی لباس پہنایا جاوے۔ ہم ایسی تحریک کو پسند کرتے ہیں اسلئے کہ قرآن کریم کی عظمت اس سے ثابت ہوگی جس نے فرمایا ہے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ" اور اسطرح پر آریہ سماج گویا نیوگا اسلام کے قریب آرہے گا۔ اور اسلام کی فتح ہوگی۔

سخن فہمی عالم بالا معلوم شد

[illegible] کہ جب انسان حق کو چھوڑتا ہے تو [illegible] ہی معدوم نہیں ہو جاتی بلکہ اسکی عقلی [illegible] طاقتیں بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ ایک خوش فہم آریہ حضرت مسیح موعود کے خط اسمی ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کو "گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی غلطی کی کہ دین اسلام کی دعوت کیلئے زمین میں خون کی نہریں چلا دیں" سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے۔ اس خوش فہمی پر آریوں کو چاہئے کہ ایسے ذی علم مہاتما کے لئے ایک کانفرنس کر کے شکریہ کا ووٹ پاس کریں اور رشی کی پدوی اسے عطا کریں ورنہ ایسا بوجھ بجھکڑ مشکل سے ملیگا۔؟

برین عقل و دانش بباید گریست

نقرہ تو صاف ... ان مظالم کی تصویر کھینچ دیتا ہے جو ابتدائی اسلام میں مسلمانوں پر ہوئے۔ قبول اسلام کی وجہ سے ظالم طبع مخالفوں نے ان کے خون بہا دیئے اور اسطرح مسلمانوں کا خون بے تحاشا کس طرح بہایا گیا۔ نہ یہ کہ جبراً مسلمان کیا گیا۔ یہ قتل کا الزام [illegible] کا پورا اگر تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو تو یہ اعتراض نہ کرتا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ قرآن کریم کی اس تعلیم

لا اکراہ فی الدین

کے خلاف کچھ بھی ثابت کرنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر وید کے جہاد پر نظر ہے تو وہ امر دیگر ہے۔ جہاد کے معنے ہی سعی فی الدین ہیں اس سے جبراً مسلمان بنانا مراد لینا حماقت اور نری سفاہت ہے۔

نیا خطاب مبارک ہو | مسٹر دھرم پال صاحب لو آریہ کو اس کے [illegible] ہنگاری [illegible] کی اشاعت میں **قوم وملک کی دشمن** کا خطاب [illegible] مسٹر دھرم پال کو یہ ڈپلوما مبارک ہو کیا ہنگاری ان عداوتوں کی فہرست شائع کرکے آریوں پر احسان نہ کریگا جو دھرم پال نے قوم وملک سے کی ہیں

توہم پرستی کی حد ہو گئی | کچھ دنوں سے بنارس کے بدھ مہنتوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ اپنی جانیں دیوتا کے قدموں پر [illegible] پچھلے دنوں ایک بست سالہ نوجوان نے اپنے [illegible] ڈالکر بدھ دیوتا کے سامنے جاکر خودکشی کی [illegible] نجات سمجھا! آہ! باطل پرستی نے دنیا کو کس حد تک پہنچا دیا [illegible] نجات حقیقی سے کوئی تعلق اور رشتہ نہیں انسانی کمال اسی میں ہے [illegible] تو [illegible] کا مجموعہ [illegible] خطرناک اور تاریک [illegible] اسلام کیسا مبارک مذہب ہے، خودکشی کو حرام قرار دیتا ہے اور مہذب اقوام کے قانون نے بھی اسے جرم قابل سزا رکھا ہے۔ پھر کیا جرم قابل سزا بھی مذہب کا کوئی جزو اور ذریعہ نجات ٹھہر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ

تعصب تیرا خانہ خراب ہو | اگشی کی مسجد جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خدام کی مسجد ہے لاہور کے پیسہ اخبار کی نظر میں بہت کھٹک رہی ہے کبھی وہ انجمن اسلامیہ کو توجہ دلاتا ہے کبھی کچھ۔ اسے یہ کسی نظر نہیں بھاتا کہ غریب احمدی وہاں نماز پڑھیں وہ تو تب خوش ہوگا کہ مسجد کی (خاک بدہن [illegible]) اینٹ سے اینٹ بج جاوے اور کوئی مسلمان وہاں نماز پڑھتا نظر نہ آوے ورنہ ایک مسلمان کو تو ایک آباد مسجد کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیئے [illegible] ہمارے مسلمانوں [illegible] اور بہی خواہ مسٹر محبوب عالم ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اکساتے اور [illegible] کہتے ہیں کہ خبردار کوئی مرزائی وہاں نظر نہ آوے! اشم!

مسٹر محبوب عالم صاحب! آپ یاد رکھیں کہ ان تجویزوں میں آپ بامراد نہیں ہو سکتے مسجد کے آباد کرنے کی فکر کرنی چاہیئے مسجد کی خرابی میں سعی کرنیوالی کیلئے قرآن مجید میں جو وعید ہے اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیئے۔

الٹو سیدھا کرو | ولایت کے ایک مشہور رسالہ براڈ ویز کے ایڈیٹر نے (جو ایک تھیاسوفسٹ ہیں) تناسخ پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں آپ ظاہر کرتے ہیں کہ میں اپنے گذشتہ [illegible] جنموں کا حال جانتا ہوں آریہ [illegible] کو چاہیئے کہ ایسے بزرگ کی خوب قدر کریں جو ان کی ایک لایعنی اور بے بنیاد اصول مذہب کی حمایت کو کھڑا ہوا ہے مگر وہ شائد ایسا نہ کر سکیں اسلئے کہ ایڈیٹر مذکور ظاہر کرتا ہے کہ پچھلے جنم میں وہ رومی تھا جبکہ اہل روما کی سلطنت **عروج** پر تھی پھر آپ نے ملکہ وکٹوریا آنجہانی کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اگلے جنم میں شاہ الفرڈ اعظم تھیں اور کنگ ایڈورڈ ہفتم انکی ایک اولاد۔ کاش ایڈیٹر براڈ ویز کو معلوم ہوتا کہ تناسخ کے قائلین آئی ان گپوں کو تسلیم نہ کر سکیں گے اگر وہ مانیں کہ آپکا بیان صحیح ہے تو تناسخ کا مسئلہ ٹھہر جاتا ہے بہرحال الٹو سیدھا کرنیکا یہ اچھا طریق ہے۔

احمدیہ پبلشنگ کمپنی | کسی دوسری جگہ [illegible] گو لکی السیمی لیمیٹی (جماعت متعینہ کی اصلاح [illegible]) جو سلسلہ کے متعلق کتابیں چھاپا کرے [illegible] اس امر سے خوب واقف ہوں کہ بہت سی کتابیں محض اسوجہ سے پڑی رہتی ہیں کہ ان کے چھاپنے کے لئے سرمایہ نہیں۔ میں اوروں کا ذکر تو کیا کروں میں خود اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ اگر کتابوں کے چھاپنے کا معقول اور کافی انتظام ہوتا تو میں خدا تعالیٰ کے محض فضل سے قوم کے سامنے **اسلامی لٹریچر** کا ایک ایسا ذخیرہ پیش کر دیتا جو اسکی ضروریات وقت کے مناسب اور حسب حال تسلیم کیا جاتا جن لوگوں کو متواتر الحکم کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اس کے ایڈیٹر نے جن ضروریات قوم کو آج سے آٹھ نو برس پیشتر محسوس کیا تھا اور اخبار کے کالموں میں انہیں پیش کیا گیا آج وہ مختلف صورت و اشکال میں قوم کے سامنے پیش کیجاتی ہیں مجھے تو اس سے خوشی ہوتی ہے کہ میرے [illegible] کسی نہ کسی پیرایہ میں قبول کیا لیکن [illegible] کے لئے [illegible] دور [illegible] میں ایک [illegible] اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ جب تک ہمارا اپنا سٹیم پریس نہ ہوگا یہ مشکلات رفع نہ ہونگی بیسیوں اپنی بعض تالیفات کو جو ناتمام پڑی ہوئی ہیں لاہور چھپنے کو بھیجنا شروع کیا ہے لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب تک وہاں سے نکلیں۔ اخبار کے لئے مناسب سعی کیجاتی ہے پھر بھی کوئی نہ کوئی روک واقع ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ کافی سرمایہ نہ ہونے کے باعث اعلیٰ پیمانہ پر انتظام نہیں کیا جا سکتا بعض خوش خیال لوگ اپنے اوقات کو میری جمع خرچ کے نقشہ بنانے میں بھی صرف کرتے ہیں مگر میں انہیں معذور سمجھتا ہوں وہ خود کام کریں تو معلوم ہو کہ کن مصائب سے گذرنا پڑتا ہے۔ بہرحال یہ تجویز نہایت مفید ہے اور اسکی عملی صورت یہی ہے کہ سب سے پہلے ایک سٹیم پریس قادیان میں قائم ہو سٹیم پریس کے لئے کچھ بڑی [illegible] اخراجات کی [illegible] ہیں مگر میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ [illegible] سمجھ اور کام کرنے کی قابلیت جو اس نے مجھے دی ہے بیس ہزار کے سرمایہ سے ہونیوالے کام کو دس ہزار میں کرنے کی راہ مجھے سجھاتی ہے۔ اور اگر ہمت اور حوصلہ کیا جاوے تو الحکم کے ناظرین اپنی ذرا سی توجہ سے ایک سٹیم پریس جاری کر سکتے ہیں۔ الحکم اپنے سلسلہ کا سب سے اول آرگن ہونے کی وجہ سے قوم پر بہت بڑے حقوق رکھتا ہے۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ قوم نے اسکی آواز پر ہمیشہ لبیک کہا ہے۔ اور وہ اس [illegible] ایڈیٹر کے لئے اپنے دلوں میں محبت بھی رکھتی ہے لیکن اگر وہ اپنی متفقہ [illegible] سے ایک سٹیم پریس جاری کرنے کے قابل اسے بنا دے تو مجھے خدا کے فضل سے بہت بڑی امیدیں ہیں کہ مجھے ایک وسیع پیمانہ پر خدمت کا موقع ملیگا میرے ذہن میں اور مسودوں میں اسلامی لٹریچر کا ایک عجیب سلسلہ موجود ہے جس کے لئے میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ کی ہر ایک کتاب اور تالیف یقیناً قوم مفید اور کارآمد سمجھے گی۔ میں تالیف کے اس سلسلہ کی فہرست دے سکتا ہوں لیکن فی الحال یہ ایک خیالی امر کے سوا کیا ہوگی۔ بہت سے لوگ مجھے یہ بھی کہتے ہیں کہ ایڈیٹر الحکم بلند پروازیاں کرکے اپنی قوت اور سرمایہ کو تقسیم کر دیتا ہے بعض اس کو حرص اور لالچ کا نتیجہ بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ بزرگان ملت ہی میں اس کے قدردان موجود ہیں کیا تفسیر القرآن نے قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور انشاء اللہ جوں جوں وہ نکلے گی وہ مفید ثابت ہوگی۔ اسکی دیر اور توقف کو میں اللہ تعالیٰ کے فعل [illegible] نتیجہ قرار دیتا ہوں اور اسکا نتیجہ [illegible] ہے [illegible] تالیفات آجکل زیر طبع ہیں جب وہ شایع ہوں گی تو انشاء اللہ متفق یہی آواز ہوگی کہ ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ زمانہ قلم کا یہ زمانہ ہے انکشاف حقایق کا۔ یہ قلم سے کام لینے کی بڑی ضرورت ہے قوم کے ملفوظات کی اشاعت نعمت غیر مترقبہ ہے اس لئے اس [illegible] کے لئے قوم میں خاص جوش اور تحریک اگر الحکم کے کل ناظرین بلا استثنائے احد روپیہ اس کام میں بطور چندہ نہیں بطور [illegible] ہی دیویں جس کے لئے کارخانہ الحکم اپنی کفالت بھی دے سکتا ہے تو شروع سال ہی میں قادیان میں سٹیم پریس جاری ہو سکتا ہے بات بڑی نہیں۔ بالکل آسان ہے دس روپیہ کوئی بڑی چیز نہیں ایک ہزار خریدار ایک دم میں دس ہزار جمع کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل اور اسکی توفیق سے آخر میں میں امید کرتا ہوں کہ یہ تحریک انشاء اللہ خالی نہ جاوے گی۔ کوئی نہ کوئی اثر ضرور پیدا کرے گی اور اس کا نتیجہ آج نہیں تو پھر نظر آجائے گا۔

میں یہ بھی جانتا ہوں کہ الحکم کے اخص ناظرین نہیں سر پرستوں کی ایک ایسی تعداد ہے جو میری ہر تحریک پر ضرور لبیک کہتے ہیں مگر میں ظاہر کرتا ہوں کہ کوئی رقم اس غرض کے لئے نہ بھیجی جاوے جب تک سب مستعد نہ ہوں۔ ہاں اپنے خیالات اور رائے والے اطلاع دیجئے۔ ایڈیٹر

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت اقدس الحمد للہ بخیریت ہیں۔ ۳۰۰ صفحہ تک حقیقۃ الوحی لکھی جا چکی ہے اور پریس چھاپ رہے ہیں۔ آپ کا خادم پریس خصوصیت سے اس خدمت میں مصروف ہے۔

۲۔ ۷ ستمبر کو انجمن تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا۔ تفصیلی حالات پھر۔

طہارت اور اسلام

بت پرستی انسان کی آنکھوں پر ہی نہیں پردہ ڈالتی بلکہ اسکے دل و دماغ کو بھی تاریک اور گندہ کر دیتا ہے۔ مختون آہم چاری دہرم پال اس سال گرمی سے بو کھلا گئے ہیں۔ اور سیر گرما کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ اس سیر یا سفر کے حالات لاہور کے اخبار پرکاش مین شایع کرنے شروع کئے ہیں چنانچہ نمبر ۳۴ مین جو حالات شایع کئے ہین۔ انمین بجائے مقدس اسلام کے ایک پاک اصول پر محض شرارت اور بیحیائی سے نکتہ چینی کی ہے۔

اگرچہ دہرم پال نے اپنی تحریروں سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ کس دل و دماغ کا انسان ہے۔ اور اس کی تحریروں کا اسلوب اس کی قلبی کیفیت اور دماغی خیالات کی تصویر سامنے رکھدیتا ہے۔ گو ہمیں تھوڑی دیر کیلئے اس بحث کو چھوڑ کر اس کے ان ریمارکس پر نظر کرنی چاہتا ہون جو اس سیر گرما کے نمبر ۳ مین انہوں نے اسلام کے متعلق کئے ہین۔ ایک مقام پر آپ فرماتے ہین۔

"کاش اسلام نے لوگوں کو صفائی کی تعلیم دی ہوتی"

اس فقرہ کو پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا کہ ایک شخص ایسا صاف جھوٹ ظاہر کرتا ہے۔ کہ جسنے قرآن شریف کو پڑھا ہے اور اس پر غور کیا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک ایسی محکم اور مشہور اصل سے انکار کر رہا ہے۔ جو ایک مسلمان بچے کو بھی معلوم ہے۔ یا تو یہ شخص ایسا کودن اور کوڑ مغز ہے کہ وہ قرآن شریف کی موٹی سی موٹی تعلیم بھی سمجھ نہیں سکتا۔ اور یا عداوت اور شرارت نے اسے ایسا اندھا بہرہ بنا دیا ہے کہ وہ نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ورنہ طہارت اسلام کا مسئلہ تو ایسا واضح اور ظاہر ہے۔ کہ جسقدر تاکید طہارت کی اسلام نے کی ہے اور جسقدر التزام اس کا اسلام نے بتایا ہے کوئی دوسرا مذہب اس کی نظیر پیش نہین کر سکتا۔

یہ الگ امر ہے کہ ایک مسلمان اپنی سستی یا غفلت سے احکام الٰہی کی پابندی نہ کرے اس سے نفس شریعت پر اعتراض وارد نہین ہوتا اگر ایسا اعتراض کسی مذہب و ملت پر ہو سکتا ہے یعنے حامین ملت کے طرز عمل سے اس شریعت و ملت پر اعتراض آیا کرتا ہے۔ تو پھر آریہ سماج کے مذہب سے برا مذہب کوئی نہین ہوگا۔ اس لئے کہ اسکے متبعین کو ہم

وہ دہرم پال نے دتاتر وکا اپنی تحریروں کے ذریعہ ظاہر کر دی ہے۔ مگر نہیں، دنیا ایسی بیوقوف نہین جو شخصی حالت سے مذہب کی تعلیم اور شریعت کی ہدایتوں پر نکتہ چینی کرے اگر ایک آریہ زانی اور بدکار ہے تو کیا اسی سے یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ وید نے ایسی آگیا دی ہے۔ اسیطرح پر کسی مسلمان کے عدم التزام صفائی سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اسلام طہارت کی تعلیم نہین دیتا سراسر نادانی اور حماقت ہے اور اسی حماقت کا ارتکاب برہم چاری دہرم پال نے کیا ہے۔

مین قرآن شریف سے صفائی اور طہارت کی تعلیم کے متعلق بہت ہی اختصار کے ساتھ استدلال کرون گا اور مین دیکھونگا کہ راستی کا بھوکا پیاسا قبول راستی کو اپنا اصول قرار دینے والا مختون برہم چاری کہان تک اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اسلام نے بڑی تاکید کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا تقید کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا وثیابک فطہر والرجز فاہجر ہے اور اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو۔ اور ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے الگ رہو۔ یہ حکم کیسا صاف اور واضح ہے۔ والرجز فاہجر ہے ایک ایسا جامع ارشاد ہے کہ اس مین ہر قسم کی صفائی اور طہارت کو جمع کر دیا ہے۔ اور ہر قسم کی پلیدی اور نجاست سے الگ رہنے کا حکم دیا ہے۔ مگر دل کا اندھا اسکو کیونکر دیکھ سکے۔ کاش اس بے باک معترض کو اسلام کی غرض و غایت پر اطلاع ہوتی۔ اور وہ اس راز کو سمجھنے کی سعی کرتا۔ کہ اسلام دنیا مین کیون آیا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا پاک منشا کیا تھا۔ اسلام انسان کو درجہ بدرجہ ہر قسم کی ناپاکی سے نجات دینا چاہتا ہے۔ اور ہر قسم کے خطرہ سے بچانا چاہتا ہے اس کی تعلیم جسمانیات سے شروع ہو کر روحانیت پر ختم ہوتی ہے اس لئے انسان کو چونکہ باخدا انسان بنانا تھا۔ اور اس کا ابتدائی درجہ یہ تھا کہ اسکو وحشیانہ حالت سے نجات دے اور باہر نکالے اسلئے پہلے طہارت کا حکم دیا کیونکہ وہ ناپاکی جو انسان کو وحشیانہ حالت مین ڈالتی ہے۔ وہ جسمانی ناپاکی ہے اور اسی سے خطرناک امراض اور مہلک بیماریان پیدا ہوتی ہین۔ اور جب تک بدن مین صلاحیت اور صحت نہو۔ نہ اس کی اخلاقی حالت درست ہو سکتی ہے نہ روحانی اسلئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی کامل

کتاب اور کامل شریعت اپنا ابتدا اسی سے کرتی اور ایسا ہی کیا گیا۔ چنانچہ اوپر کی آیت بتاتی ہے۔ کہ وہ اس مین جسمانی ناپاکیون اور دوسری وحشیانہ حالتوں سے بچانے کی کیسی تعلیم موجود ہے۔ تاکہ وحشیوں کو انسان بنایا جاوے۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ اخلاق فاضلہ اور طہارت باطنی کے قواعد اور ہدایات بتا کر انسانوں کو مہذب انسان بنایا اور پھر محبت الٰہی اور فنا فی اللہ کے باریک دقایق سے مطلع کر کے مہذب انسانوں کو باخدا انسان بنایا۔ قرآن شریف کی یہ صداقت ایسی زبردست ہے کہ اس سے بجز کسی خبیث فطرت انسان کے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

پھر ایک اور آیت مین یون فرمایا

ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین

یعنے خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور ان کو بھی دوست رکھتا ہے جو جسمانی طہارت کے پابند رہتے ہین۔ توابین کے لفظ سے خدا تعالےٰ نے باطنی طہارت اور پاکیزگی کی طرف توجہ دلائی ہے اور متطہرین کے لفظ سے ظاہری طہارت اور جسمانی پاکیزگی کا حکم دیا ہے بلکہ امعان نظر سے اس آیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ متطہرین ہوتے ہین یعنی جو پاکیزگی اور طہارت کے قوانین کی پابندی کرتے ہیں وہ اصول توبہ کو بھی سمجھ لیتے ہین۔ اور اپنی اندرونی نفاست اور پاکیزگی کیلئے جدوجہد کرتے ہین۔ اور اسی وجہ سے انگریزی مین یہ ضرب المثل ہے جسکا مفہوم یہ ہے۔ کہ صفائی خدا پرستی کے دوسرے درجے پر ہے۔ ایسا ہی ایک مقام پر فرمایا گیا۔ کلوا من الطیبات واعملوا صالحا یعنے پاکیزہ چیزین کھاؤ۔ اور نیک عمل کرو۔ اس آیت مین بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرا ہی قسم کی طہارت اور پاکیزگی کے اصول بتائے ہین۔ پہلا حکم جسمانی صلاحیت کے لئے ہے یعنی واعملوا صالحاً۔ یہی آیت اس امر کی بھی دلیل ہے کہ بدکاروں کو ضرور عالم آخرت مین سزا ملیگی۔ کیونکہ جس حال مین ہم جسمانی پاکیزگی کے اصول کو چھوڑ کر مبتلائے امراض ہو جاتے ہین اور اس سے سخت دکھ پاتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ روحانی پاکیزگی کے آداب و ہدایات کی پابندی ترک کر کے اسکے خمیازہ سے بچے رہین۔

ایسا ہی اس آیت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو طیبات کے اکل سے بہت بڑا تعلق ہے۔ اب غور کرنیکا مقام

ہے کہ کیا اس تعلیم کی موجودگی مین کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت انسان یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ اسلام نے طہارت کی تعلیم نہین دی ہے یہ بڑے ہٹ دہرم یا کوڑ مغز انسان کا کام ہے جو انکار کرے۔ مین اس مضمون پر بڑی لمبی بحث کر سکتا ہون۔ مگر خدا ترس دل کے لئے اسیقدر کافی ہے ورنہ جسقدر تعلیم صفائی اور طہارت کی اسلام نے دی ہے اور جو قاعدے اسکے لئے مدون کئے ہین۔ وہ دوسری قوموں کو نصیب بھی نہین ہوئے وضو اور غسل کے فلسفہ اور مساجد کی نظافت اور نظافت کے مسئلہ پر اگر بحث کی جاوے تو اسکے لئے ایک دفتر کی حاجت ہے لیکن "عاقلے را اشارہ بس است" اور اگر "در خانہ کس است حرفے بس است" اس پر بھی اگر دہرم پال یا اسکے کسی اور بھائی نے اعتراض کیا۔ تو مین آرین اور نظافت کی حقیقت کھولنے پر مجبور رہوں گا"

ضرورت

ایک سید زادی قابل نکاح ہے وہ پرجوش احمدی خاتون ہے۔ لکھنے پڑھنے کی خاص قابلیت اور عمدہ مذاق ہے گھر کے کاروبار سے خوب واقف اور سلیقہ شعار ہے کوئی سید بھائی درخواست کرے خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم ہوگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

چوہدری رحمت خان احمدی ساکن ٹھکرگڑھ ضلع ہوشیارپور کی بیوی فوت ہوگئی ہے اس لئے وہ جماعت احمدیہ سے دعا جنازہ کی درخواست کرتے ہین نیز ...... حکیم ابو عبد الغنی محمد صالح چاک ۲۷ اپنی بیوی کے نماز جنازہ کیلئے درخواست کرتے ہین۔

بقایا داروا جو حساب آپ صاحبان کے ذمہ ہی اسکے بیباق کرنےمین دیر کیا ہے

مشاہیر اسلام

گذشتہ اشاعت سے آگے

ذلحجہ ۵۸۷ھ میں یہ افسوسناک حادثہ وقوع میں آیا۔ نماز جمعہ کے بعد قید خانے سے لاش نکال کر حلب کے باہر دفن کی گئی۔ اور حکمۃ اشراقیہ کا یہ آخری جلوہ زمانے کی نظر سے چھپ گیا۔

بعض اہل کا بیان ہے۔ کہ انکے دفن کے بعد ان کی قبر پر یہ شعر کندہ پائے گئے۔

قد کان صاحب ھذا القبر جوھرۃ
مکنونۃ قد براھا اللّٰہ من شرف
فلم تکن تعرف الایام قیمتہ
فردھا غیرۃ منہ الی الصدف

شیخ الاشراق نے صرف ۳۸ برس کی عمر پائی، اس لئے اگر سال شہادت سے حساب لگایا جاوے، تو انکی ولادت ۵۴۹ھ کے اوائل میں ہوئی، شیخ الاشراق کا حلیہ یہ تھا۔ رنگ سرخ میانہ قد۔ متوسط الجثہ۔

عام حالات و عادات۔ شیخ الاشراق پر صوفیانہ رنگ اسقدر غالب آگیا تھا۔ کہ انکی ادا ادا سے یہ شان نکلتی تھی۔ زہد و ریاضت کا یہ حال تھا، کہ ہفتے میں صرف ایک مرتبہ روزہ افطار کرتے تھے۔ اور خوراک کی مقدار کبھی سد رمق سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ ان کا زہد و تقدس کوئی عامیانہ زہد و تقدس نہ تھا۔ بلکہ وہ فلسفیانہ دل و دماغ کے ساتھ ہمیشہ عالم مجردات کے متعلق غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر خاموش رہتے تھے۔ خود انکا قول تھا۔ لا تتکلم قبل الفکر فان کنت بنطقک صابرا من الصالحین فیوشک ان تصیر بالصمت ملکا من المقربین

یعنے غور و فکر کے پہلے ہرگز منہ نہ کھولو۔ کیونکہ اگر تم نطق کے ساتھ صالح بن سکتے تو۔ تو خاموشی سے بہت جلد فرشتہ ہو جاؤ گے۔

قرآن مجید کے اس قدر حقیقت شناس تھے۔ کہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ علیک بقراءۃ القرآن کانما انزل الا فی شانک

یعنی قرآن مجید کو یہ سمجھکر پڑھو۔ کہ خاص تمہاری شان میں نازل ہوا ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ صوفیہ کا عام انداز ہے، ساز و نغمہ کا بھی ذوق رکھتے تھے۔

شیخ الاشراق کی وضع بالکل صوفیانہ تھی لیکن وہ عام صوفیہ کی طرح کسی خاص رنگ کے پابند نہ تھے، بعض وقت بدن پر کمل اور سر پر سرخ رنگ کی لمبی ٹوپی ہوتی تھی۔ اور بعض وقت بدن میں گدڑی۔ اور سر پر ایک رومال بندھا ہوتا تھا۔ اور کبھی کبھی صوفیہ کی خاص وضع میں بھی نظر آتے تھے، غرضیکہ دنیوی آرایش سے مستغنی ہو کر آزادی کی مجسم تصویر بنگئے تھے۔

شیخ الاشراق کی اس عجیب و غریب وضع سے اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے تھے چنانچہ سدید الدین بن قتیبہ کا بیان ہے۔ کہ میں ایک مرتبہ انکے ساتھ جامع میافارقین میں ٹہل رہا تہا۔ اس وقت وہ ایک عجیب وضع میں تھے، بدن میں ایک چھوٹا سا آسمانی رنگ کا بخیہ کردہ جبہ، سر پر پٹی، پانوں میں کھڑاوں تھی۔ چنانچہ میرے ایک دوست یہ رنگ دیکھکر میری طرف بڑھے۔ اور استہزاً کہنے لگے "کیا تم اس سائیس کے ساتھ ٹہلتے ہو۔ میں نے کہا اللہ اکبر یہ شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں جن پر آج زمانے کو ناز ہے۔ وہ یہ مقدس نام سنتے ہی سشتدر ہو گئے،

شیخ الاشراق اپنی وضع کے اسقدر پابند تھے، کہ انکو کوئی چیز اس کی تبدیلی پر مجبور نہیں کر سکتی تھی، یہاں تک کہ اسی انداز کے ساتھ فقہا اور علماء کی بڑی بڑی مجلسوں اور درس کا ہوں میں آزادانہ چلے جاتے تھے۔ اور سب کو اپنی حسن تقریر اور فضل و کمال کا گرویدہ بنا لیتے تھے، چنانچہ جب انہوں نے ۵۷۹ھ میں حلب کا سفر کیا، تو مدرسہ حلاویہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوا اسوقت اسکے مدرسی کا فخر شیخ افتخار الدین رح کو جو مذہباً حنفی تھے حاصل تھا۔ شیخ الاشراق اپنی عام عادت کے موافق درسگاہ میں تشریف لائے۔ اور بحث و مباحثہ کرنا شروع کیا۔ اسوقت اگرچہ حسن تقریر اور وسعت بیان سے۔ انکے فضل و کمال کا راز کھل گیا، تاہم وہ ایسی معمولی وضع میں تھے۔ کہ ان کے نام کی طرف کسی کا ذہن منتقل نہ ہوسکا، اس وقت انکے بدن میں ایک گدڑی۔ اور ہاتھ میں ایک لوٹا اور عصا تھا، اور درحقیقت اس وضع کو شیخ الاشراق کے نام سے کیا مناسبت تھی۔ لیکن افتخار الدین کے دل میں چونکہ شیخ الاشراق کا سکہ بیٹھ چکا تھا، اس لئے خاص اپنے صاحبزادے کے ہاتھ انکے پاس خلعت فاخرہ بھیجی۔ اور یہ بھی تاکید کی۔ کہ اب اگر فقہا کی مجلس میں تشریف لائیں۔ تو اسی لباس میں لائیں، جب وہ لڑکا شیخ الاشراق کی خدمت میں پہنچا۔ تو وہ اگرچہ صراحۃً انکی خواہش کو رد نہ کر سکے لیکن ایک ایسے لطیف پیرائے میں اپنی استغنا اور قناعت کا اظہار کیا۔ جسکا ان کی نسبت وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا،

شیخ الاشراق نے ایک نگینہ جو تقریباً انڈے کے برابر تھا۔ نکالکر اس لڑکے کو دیا۔ اور فرمایا۔ کہ اسے بازار میں بیچ لاؤ۔ اور جب کوئی شخص اس کی خریداری کے لئے مستعد ہو۔ تو مجھے خبر کرنا۔ وہ فوراً دلال کے پاس پہنچا۔ دلال نے [illegible] درہم قیمت تجویز کی اور نگینہ کو لیکر شاہزادہ ظاہر کی خدمت میں پہنچا۔ ظاہر نے اسکی شکل و صورت دیکھکر پانچ ہزار درہم کا اور بھی [illegible] کیا۔ لیکن چونکہ یہ معاہدہ تھا۔ کہ بغیر شیخ الاشراق کی رائے کے اس کی بیع نہ ہو سکے گی۔ دلال نے نگینہ لڑکے کو نگینہ واپس دیا۔ اس نے شیخ الاشراق سے حقیقت حال ظاہر کی، شیخ الاشراق کو چونکہ اس پیرائے میں اپنی استغنا اور بے پروائی کا نمایاں ثبوت دینا تھا، فوراً نگینہ کو ایک پتھر سے دو ٹکڑے کر کے فرمایا۔ کہ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ کہ مجھکو اگر لباس اور ظاہری آرایش کا شوق ہوتا۔ تو کیا کمی تھی، چنانچہ جب افتخار الدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو وہ حیرت کی تصویر بن گئے،

ادھر ظاہر کی نگاہ پر بھی یہ نگینہ چڑھ چکا تھا، اس نے دلال سے جستجو کی۔ دلال نے اپنے خیال کے مطابق افتخار الدین کا پتا دیا، ظاہر فرط شوق میں ان کے پاس پہنچا، وہاں جاکر معلوم ہوا۔ کہ یہ نگینہ ایک فقیر کے پاس سے برآمد ہوا تھا۔ جو یہاں آیا تھا۔ ظاہر یہ سنکر بیساختہ پکار اٹھا۔ کہ واللہ یہ سب شیخ شہاب الدین صاحب کے کرشمے ہیں،

شیخ الاشراق کو اس بے نیازی نے اسقدر خود دار اور مغرور بنا دیا تھا کہ وہ مطلق کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان سے پوچھا گیا "کہ آپ میں اور بو علی سینا میں علمی حیثیت سے کیا نسبت ہے۔ اور فرمایا۔ حکمۃ بحثیہ کے لحاظ سے میں شیخ کا ہمسر یا کسی قدر افضل ہوں۔ لیکن اس کو حکمۃ ذوقیہ میں میرے ساتھ کوئی نسبت نہیں، اسی طرح ایک مرتبہ امام رازی کے متعلق سوال کیا گیا، بولے کہ انکی ذہانت قابل تعریف نہیں حالانکہ امام رازی کو ان کی ذکاوت اور فطانت کا شدت کے ساتھ اعتراف تھا۔

شیخ الاشراق کی آزاد خیالی اور صاف گوئی کا یہ عالم تھا۔ کہ جو بات دل میں گذرتی تھی، اسکے ظاہر کرنے میں ذرا بھی تامل کرتے تھے، تم انکے واقعات زندگی کے پہلے حصے میں پڑھ آئے ہو۔ کہ حلب میں اگرچہ فقہاء کا تمام گروہ ان کا مخالف اور سخت مخالف تھا، اور انہیں مخالفوں نے انکی زندگی کا فیصلہ بھی کر دیا۔ لیکن وہ ان کے سامنے اپنے خیالات کس بیباکی کے ساتھ ظاہر کرتے تھے، وہ خود آزادی کے نشے میں کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ لیکن انکے بعض احباب ان کی بیباکیوں سے ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے، چنانچہ شیخ فخر الدین ماردینی جو شیخ الاشراق کے یار غار تھے، نہایت افسوس کے ساتھ اپنے تلامذہ سے فرمایا کرتے تھے،

ما اذکی ھذا الشاب وافصحہ ولم اجد احدا مثلہ

یعنی یہ جوان کس قدر ذہین و فصیح ہے میں اس زمانے میں کسیکو

فی زمانی الا انی اخشی علیہ لکثرۃ تھورہ واستہتارہ

اسکا ہمسر نہیں پانا لیکن مجھے خوف [illegible] اسکی بیباکی اور اسکی لاپروائی

وقلۃ تحفظہ ان یکون ذلک سببا لتلافہ

سے مجھے سخت ڈر ہے کہ یہ باتیں اسکی بربادی کا سبب نہ ہوجائیں

چنانچہ جب انکو ان کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی۔ تو نہایت افسوسناک لہجے میں اپنے تلامذہ سے فرمایا،

الیس کنت قلت لکم عنہ ھذا من قبل

یعنے میں تو پہلے ہی سے پیشین گوئی کر چکا تھا،

وکنت اخشی علیہ منہ

اور مجھکو ہمیشہ اسکا ڈر تھا۔

تصنیفات و تالیفات۔ شیخ الاشراق کو بچپن ہی میں تصنیف و تالیفات کا شوق

ا؎ مورخین ان کا سال ولادت تک نہیں لکھتے۔ لیکن عمر اور سنہ وفات میں قریب قریب سب متفق ہیں۔ اسی بنا پر میں نے سنہ ولادت کو عمر اور سال وفات کے حساب سے لکھا ہے۔ حالانکہ

ا؎ تاریخ الحکماء ۱۲

۲؎ تاریخ الحکماء میں موقع پر زر۔ بون کا لفظ آیا تھا۔ چونکہ اسکے معنے مجھکو معلوم نہیں اسلئے میں نے قیاساً اس کا ترجمہ کھڑاؤں کیا ہے ۱۲

۳؎ تاریخ الحکماء اور طبقات الاطباء دونوں کتابوں [illegible]

ا؎ اس موقع پر کسی بہت لمبے لباس کا نام آیا ہے۔ جسکے معنے مجھکو معلوم نہیں۔ اس لئے میں نے ایک عام لفظ لکھدیا ہے۔ جو تمام لباسوں کو شامل ہے۔

۲؎ یہ پورا واقعہ طبقات الاطباء میں مذکور ہے

ہوا۔ چنانچہ الالواح العماد اور ہیاکل النور یہ کم سنی ہی کے زمانے میں لکھی اور یہ سلسلہ باوجود نامساعدت ... ہمیشہ جاری رہا۔ شیخ الاشراق کی تصنیفات بہ چھوٹے چھوٹے رسالے کثرت سے ... آتے ہیں۔ تاہم انہوں نے چند کتابیں اس جامعیت اور تفصیل سے کے ساتھ لکھی ہیں۔ جن کی آج نظیر نہیں۔ اسلئے ہم ان کتابوں کا خاص طور پر ذکر کرتے ہیں۔

مطارحات[۲] یہ کتاب خاص ارسطو کے رد مین ہے۔ اور ہر مسئلہ پر اپنے لطیف اعتراضات سے مناقشہ کیا ہے۔ اور ارسطو کے تمام اصول کو توڑ دیا ہے۔ متاخرین رد وقدح کے موقع پر اکثر اس سے مضامین نقل کرتے ہین۔

مشارع[۲] یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے اور بالکل مطارحات کے طرز پر لکھی گئی ہے۔

"تلویحات" یہ کتاب بھی مشہور اور متاخرین کا ماخذ ہے۔

التنقیحات فی الاصول، اس کتاب کا ذکر ابن خلکان نے بھی کیا ہے۔ اس سے قیاس ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی نہایت مشہور کتاب ہے۔ ... ل شیخ الاشراق کی مذہبی معلومات کا ... سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ شرح اشارات کتاب فارسی زبان میں ہے۔ اور ان کی تمام کتابوں کی طرح نادر الوجود ہے۔ اور نہ اس کے ذریعے سے فلسفہ ارسطو اور حکمت اشراقیہ کے مسایل مین نہایت صحیح اندازہ ہو سکتا تھا۔

حکمۃ الاشراق[۱] شیخ الاشراق کی تصنیفات مین سب سے زیادہ مشہور اور جامع کتاب ہے اور غالباً یہی انکی آخری تصنیف ہے چنانچہ اسکے دیباچہ مین خود انہوں نے اس کی نہایت تعریف کی ہے۔ اور اس کو اپنے کشف اور تجلیات کا آئینہ قرار دیا ہے۔ اور درحقیقت حکمۃ اشراقیہ کی اصل حقیقت جس تفصیل کے ساتھ اس کتاب سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ اس سے تمام تر اسلامی تصانیف خالی ہین، اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے۔ کہ ارسطو اور حکماے اشراقین کے معرکۃ الارا اور مختلف فیہ مسایل ہیں۔ نہایت دقت نظر کے ساتھ محاکمہ کیا ہے۔ اور علماے اشراقین کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس کتاب میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس

[۱] ... شرح حکمۃ الاشراق۔

[۲] مشارع اور مطارحات کا ذکر شہرزوری نے تاریخ الحکما میں ان خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔

کا عنوان فلسفہ کی عام کتابوں سے بالکل مختلف ہے۔ الہیات اور طبعیات کے مسائل کے علاوہ وحی، الہام، عالم مثال، عالم اشباح، لوازمات، نبوت حشر ونشر وجود جن وشیاطین غرضیکہ شریعت کے اس قسم کے معرکۃ الارا مسائل کو لیکر نہایت تفصیل سے بحث کی ہے، اور ان کو عقلی طور پر ثابت کیا ہے اس لحاظ سے اگر کوئی شخص مذہب کو عقلی معیار پر پرکھنا چاہیے۔ تو اسکے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کی تشریح وتوضیح مین بڑے بڑے ائمہ فن کے طبع آزمایاں کین۔ ان مین علامہ قطب الدین شیرازی کی شرح نہایت مشہور ہے۔ اور اب چھپ گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ علامہ صدر الدین شیرازی کا حاشیہ بھی ہے۔ کشف الظنون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید شریف جرجانی نے بھی اسکی شرح لکھی ہے۔ لیکن افسوس کہ وہ بالکل ناپید ہے۔ خود صاحب کشف الظنون کو اسکا دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ ان کتابوں کے علاوہ خاص موضوع پر فارسی اور عربی زبان میں بہت سی کتابیں اور رسالے ہین جنکی فہرست یہ ہے۔

اللمحات۔ الولاح۔ الواح المعاد الهیاکل النورية المقاومات۔ الرمز الموحی۔ الرقیم القدسی المبدأ والمعاد بالفارسیۃ کتاب التصریف یا کلمۃ التصوف ... لبستان القلوب۔ طوارف الانوار کتاب البصیر۔ کتاب النفحات الالهیۃ السماویۃ لوامع الانوار۔ اعتقاد الحکماء و رسالۃ العشق رسالۃ فی حالۃ الطفولیۃ رسالۃ المعراج روز با جماعۃ صوفیان رسالۃ عقل رسالۃ آواز پر جبرئیل رسالۃ پرتو نامہ رسالۃ الطیر۔ رسالۃ لغت موران۔ رسالۃ غریب الغربیہ رسالۃ یزدان شناخت رسالۃ صفیر سیمرغ رسالۃ تفسیر آیات من کتاب اللہ وخبر عن رسول اللہ۔ رسالۃ غایۃ المبتدی۔ الرشحات و دعوات الکواکب والعجبات مکاتبات الی الملوک والمشایخ۔ کتب فی السیمیا ای المسمی بوم الواح الفارسیۃ مکاتبات فی الحکماء تسبیحات العقول والنفوس والعناصر ادعیۃ متفرقۃ الواردات الشمسیۃ۔ المعراج المهاج ... الواردات الالهیۃ ... کل نا رسیة

شعر وشاعری

تصنیفات وتالیفات کے سلسلہ مین شیخ الاشراق کی شاعری خاص لحاظ کے قابل ہے۔ اس زمانے میں ادب اور عربیت چونکہ نصاب تعلیم کا لازمی جزو تھی اس لئے اس دور کے تمام اہل کمال شعر وسخن کا روکھا پھیکا مذاق رکھتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ہی فلسفہ ومنطق کے دقیق اور فرضی مسائل نے، فطرت کے تمام جذبات کو حرف باطل کی طرح مٹا دیا تھا، اس وجہ سے ان بزرگوں کے قالب میں اس شاعرانہ روح کا پتا نہیں چلتا، جس کے اثر سے ریگستان عرب کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ باوجود فلسفیانہ مشاغل کے شیخ الاشراق کے کلام میں شاعری کی تمام خصوصیتین پائی جاتی ہین، چنانچہ علاوہ عام خیالات کے فلسفہ ومنطق کے نہایت دقیق مسائل کو تشبیہات اور استعارے کے سانچے میں اس خوبصورتی سے ڈھالدیتے ہین، کہ فلسفہ ومنطق کا وہم وگمان بھی نہین ہوتا۔ اور اسی کے ساتھ زبان کی صفائی اور ترکیب کی چستی الفاظ کی شستگی میں بال برابر فرق نہین آنے پاتا۔ اس موقع پر ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین انکے چند اشعار کا نمونہ پیش کرتے ہین۔

واحسرتا للعاشقین تحملوا
ان عاشقون پر افسوس ہے
سوالمحبۃ ... الهوی فضاح
جو راز محبت چھپانا چاہتے ہین اور عشق انکو رسوا کر رہا ہے
بالسر ان باحوا تباح دماءهم
اگر وہ راز فاش کرتے ہین توان کا خون مباح سمجھا جاتا ہے
وکذا دماء العاشقین تباح
اور ہمیشہ سے عاشقوں کا خون یونہین مباح ہوتا آیا ہے
واذا هم کتموا تحدث عنهم
بیچارے راز چھپاتے ہین
عند الوشاۃ المدمع الفضاح
تو کمبخت آنسو چغلخوروں سے کہہ آتے ہین

یہ مضمون اگرچہ اسقدر پامال مضمون ہے۔ کہ معمولی شاعر کا کلام بھی اس سے خالی نہین ہو سکتا، لیکن شیخ الاشراق نے جس بلیغ پیرائے میں اس مضمون کو ادا کیا ہے، وہ خاص انہین کا حصہ ہے۔ عام شعرا کو افشاے راز کیلئے خود آنسوؤں کی غمازی کا رونا تھا۔ لیکن شیخ الاشراق نے نئی بات یہ پیدا کی ہے کہ آنسوؤں کو چغلخوروں کا جاسوس قرار دیا ہے۔ اسو بجہ سے افشائے راز مین نہایت مبالغہ پیدا ہو گیا ہے۔

لا نما اجسامهم وقلوبهم
عاشقوں کے جسم اور انکے دل
من ضوءه المشکوۃ والمصباح
انکے نور سے گویا طاق اور چراغ بن گئے ہین

اس شعر میں یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ معشوق کے جلوہ نمائیوں سے دل کے ساتھ جسم بھی منور ہو جاتا ہے۔ اس لئے ترتیب لف ونشر کو پیش نظر رکھتے جسم کو طاق اور دل کو چراغ کے ساتھ تشبیہ دیکر اس دعوے کو نہایت خوبی سے ثابت کیا۔ کیونکہ چراغ کی روشنی سے طاق بھی روشن ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ چراغ طاق کے وسط میں رکھا جاتا ہے۔ اس لئے جسم کی طاق اور دل کی چراغ کے ساتھ تشبیہ تام ہے۔

رکبوا علی سفن الوفا فدموعهم
وہ لوگ آنسوؤں کے دریا مین وفا کی کشتیوں پر سوار ہین
بحر وشدۃ شوقهم ملاح
اور ناخداے شوق انکو لئے جا رہا ہے۔

اس شعر میں عشاق کی محویت اور خود فراموشی کو نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

بعض وقت فلسفہ ومنطق کے مسائل کو استعارات اور تشبیہات کے ذریعے سے ایسے لطیف پیرائے میں ادا کر دیتے ہین۔ کہ فلسفہ ومنطق کا ایک لفظ بھی نہین آتا اور اصل مسئلے کی پوری تصویر دل میں اتر جاتی ہے۔ چنانچہ فلسفہ الہی کا نہایت دقیق اور معرکۃ الارا مسئلہ یہ ہے کہ نفس ایک جدی چیز ہے۔ اس لئے فساد بدن کے بعد بھی اسکا وجود باقی رہتا ہے۔ اس مسئلے کو شیخ الاشراق نے اس اختصار کے ساتھ نظم کیا ہے۔

قل لاصحاب راونی میتا
ان دوستوں سے کہو
فبکونی اذ رأونی حزنا
جو مجھے مردہ دیکھ دیکھ کر رو رہے ہین
لا تظنونی بانی میت
کہ یہ ہرگز خیال کرو کہ مین مردہ ہوں
لیس ذا المیت واللہ انا
خدا کی قسم میں یہ مردہ نہین

اس خیال کو کہ نفس کا اصلی مصداق در حقیقت بدن نہیں، بلکہ یہ ایک عارضی چیز ہے۔ اسلئے فناے بدن فناے نفس کو مستلزم نہیں۔ کس برجستگی سے ادا کیا ہے۔

اور اس ذریعے سے شعر ایک استدلالی قالب میں ڈھل گیا ہے۔

انا عصفور و هذا قفصي
میں ایک چڑیا تھا اور جسم میرا قفس تھا
طرت عنه و رهنت رهنا
اس لئے اس سے اڑ گیا کیونکہ بدقسمتی سے آپھنسا تھا

اس تشبیہ کے ذریعے سے نہایت خوبی کیساتھ اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ بدن کے ساتھ نفس کا تعلق بعینہ ایسا ہے جس طرح کوئی چڑیا قفس میں پھنس جاتی ہے اور قفس کے ٹوٹنے سے اسکا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اور بھی آزاد ہو جاتی ہے۔ اسیطرح فنائے بدن کے بعد جوہر نفس اور بھی کامل اور آزاد ہو جاتا ہے۔ بعض اشعار میں شیخ الاشراق نے اپنی اصلی حالت کی تصویر اس خوبصورتی کے ساتھ کھینچی ہے جس سے نہایت صحیح طور پر معلوم ہو سکتا ہے کہ تصوف میں ان کا کیا پایہ تھا؟ وہ دنیا کو کس نگاہ سے دیکھتے تھے۔ عالم قدس کے اتصال کا کس قدر شوق تھا۔ اہل زمانہ ان کے خیالات کے کس قدر مخالف تھے۔

اقول لجارتي والدمع [illegible]
میں اپنے ہمسایہ سے کہہ رہا ہوں
ولي عزم الرحيل من الديار
اور آنکھ سے آنسو ٹپک رہے ہیں وہ سفر کیلئے تیار ہو
ذريني ان اسير ولا تنوحي
مجھکو چھوڑ جانے دے ہرگز نہ رو
فان الشهب اشرفها السواري
کیونکہ ستاروں میں بھی ستارے بہتر ہیں جو گردش کرتے ہیں
خير السائرين الى النجاح
چلنا چلنے والوں کو منزل مقصد تک پہنچا دیتا ہے
وحال المترفين الى البوار
اور گھر میں چین سے بیٹھنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں
واني في الظلام رايت ضوءا
میں نے اندھیری میں وہ روشنی دیکھی
كان الليل زين بالنهار
کہ رات میں دن نظر آ گیا
وكيف اكون للديدان طعما
میں کیڑوں کی غذا کیونکر ہو سکتا ہوں
وفوق الفرقدين رايت داري
میرا مکان تو ستاروں سے بھی بلند ہے
اترضى بالاقامة في فلاة
کیا میں [illegible] ان میں رہنا پسند کرونگا
اربعة العناصر في جواري
اس صورت میں کہ اربعہ عناصر میرے ہمسایہ ہیں

الى كم [illegible] الحيات [illegible]
میں کب تک سانپوں کو دوست بناؤں
الى كم اجعل التنين جاري
اور کب تک اژدہا کی ہمسائگی اختیار کروں
ولي سر عظيم انكروه
مجھ میں ایک بہت بڑا بھید چھپا ہوا ہے جسکا لوگ انکار کرتے ہیں
يدقون الرؤس على الجدار
گویا اپنے سروں کو دیوار سے پھوڑتے ہیں

مسمریزم حالات بالا کے علاوہ شیخ الاشراق کی صوفیانہ زندگی میں بعض ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں۔ جو اس زمانے میں نہایت تعجب سے سنی جائینگی۔ یورپ نے مسمریزم کو آج اسقدر ترقی دی ہے کہ عام رائے کے موافق یہ فن ان کی اولیات میں داخل ہو گیا ہے۔ لیکن در حقیقت یہ یورپ کے دل و دماغ کا نتیجہ نہیں [illegible] اصل یہ ہے کہ مسمریزم ایک خاص کیفیت کا نام ہے۔ جو صوفیانہ [illegible] اشتغال سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے اس میں کسی قوم کی تخصیص نہیں بلکہ جو قوم [illegible] مرتاض ہوگی۔ اسی [illegible] اس میں یہ کیفیت پیدا ہوگی۔ [illegible] تعلیم و ترتیب [illegible] اور [illegible] اس لئے ان کے جوہر نفس میں [illegible] پیدا ہو جاتی تھی اور اس ذریعہ سے ان پر کائنات کے تمام اسرار منکشف ہو جاتے تھے۔ مسلمانوں کو چونکہ ابتدا ہی سے حکمت اشراقیہ کے ساتھ بے اعتنائی رہی۔ اس لئے عام طور پر مسلمان اس کمال سے محروم رہے۔ صرف مسلمانوں میں شیخ الاشراق ایک ایسے شخص پیدا ہوئے جنہوں نے عام مذاق سے بیگانہ ہوکر حکمۃ اشراقیہ کی طرف خاص توجہ کی اور اس میں کمال پیدا کر کے تمام طریقے نہایت مستعدی کے ساتھ برتے اس لحاظ سے ان میں یہ کیفیت نہایت شدت کے ساتھ پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اسکے متعلق طبقات الاطباء میں نہایت عجیب و غریب روایتیں مذکور ہیں۔

حکیم ابراہیم بن ابی الفضل کی زبانی منقول ہے۔ کہ ایک دن شیخ الاشراق تلامذہ کے جھرمٹ میں ایک میدان کی طرف تشریف لیجاتے تھے۔ اسوقت میں بھی مشایعت میں تھا۔ راستہ میں اس فن کا ذکر چھڑ گیا۔ کہ شیخ الاشراق کو اس میں کس قدر دخل ہے۔ شیخ الاشراق اس گفتگو کو چپ چاپ سنتے جاتے تھے۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے فرمایا۔ دمشق کیا اچھی جگہ ہے۔ یہ کہنا تھا کہ دمشق کے در و دیوار، درخت، نہر، مکانات، غرضیکہ تمام چیزوں کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اور یہ حالت کچھ خواب و خیال سے مشابہ نہ تھی۔ بلکہ بالکل مشاہدہ معلوم ہوتا تھا۔ انکا یہ بھی بیان ہے کہ اس وقت مجھ پر خفیف سی غشی بھی طاری ہو گئی تھی۔ جو مسمریزم کا خاصہ لازمی ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بعض فقہا کے ہمراہ سفر میں تھے۔ اثنا راہ میں جب قریہ قابون کے پاس گذر ہوا۔ تو فقہا نے ایک ترکمانی (قوم کا نام) کے پاس بکریوں کا ایک گلہ دیکھا۔ اور شیخ الاشراق سے ایک بکری کی خواہش ظاہر کی۔ شیخ الاشراق نے انکو دس درہم عطا کئے۔ اور انہوں نے اپنی خواہش پوری کی۔ لیکن ترکمانی نے غلطی سے جو بکری انکو دی تھی وہ قیمت سے [illegible] تھی۔ اس لئے تھوڑی دور کے بعد انہوں نے ان لوگوں سے واپس لینا چاہی۔ اور اس بات پر دیر تک بحث و تکرار ہوتی رہی۔ شیخ الاشراق نے رنگ [illegible] دیکھکر ان لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور خود اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اور تھوڑی دیر تک منت اور لجاجت کی لیکن اخیر میں اسکے بیجا اصرار سے گھبرا کر خود بھی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ترکمانی نے شیخ الاشراق کی یہ چال دیکھکر شور مچایا اور انکا بایاں ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ہاتھ پکڑنے کے ساتھ ہی تمام لوگوں کو یہ نظر آیا کہ انکا ہاتھ شانے سے جدا ہو گیا، خود ترکمانی اس واقعے سے خوف زدہ ہو کر بھاگا۔ اور شیخ الاشراق اس ہاتھ کو اپنے داہنے میں اٹھا کر احباب کی طرف پلٹے۔ یہاں آکر معلوم ہوا۔ کہ بجز رومال کے ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہ تھی۔

انہیں کرشموں کو دیکھکر فقہائے حلب کو یہ خیال پیدا ہو گیا تھا۔ کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ علامہ شہرزوری نے تاریخ الحکماء میں ان باتوں کو کرامت اور معجزہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ بہرحال واقعہ جو کچھ ہوا۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ کشف و ریاضت کی معراج الکمال پر پہنچ گئے تھے۔ لیکن ان شعبدہ بازیوں سے شیخ الاشراق کا اصلی جوہر نہیں کھل سکتا کیونکہ انکا حقیقی کارنامہ جس سے انکی تبحر اور کثرت کشف و تجلیات کا پتہ چلتا ہے۔ انکا خاص فلسفہ ہے۔ اسلئے ہم آئیندہ انشاء اللہ ایک مستقل عنوان سے نظر ڈالینگے۔

الندوہ

ويل لكل همزة لمزة

ایک مولوی امام مسجد نے ایک دوسرے مولوی کے آگے بمقام چینگا مورخہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء ایک ہی مجلس میں میری شکایت کی کہ یہ نہ خود میرے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ اور نہ دوسرے احمدیوں کو میرے پیچھے نماز پڑھنے دیتا ہے۔ دوسرے مولوی نے پوچھا۔ کہ اس کا کیا باعث ہے میں نے کہا۔ خدا تعالیٰ کے مرسل حضرت امام الزمان مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد قادیان علیہ السلام کا یہی فتویٰ ہے کہ جو احمدی نہیں۔ اسکے پیچھے احمدی نماز نہ پڑھیں اس نے کہا مرزا صاحب کا یہ فتوے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے برخلاف ہے۔ کیونکہ حدیث میں لکھا ہے۔ صلّوا خلف كل برّ و فاجر یعنے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ انکا عیب گیر رسوا ہوتا ہے۔ صلّوا خلف كل برّ و فاجر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں کیونکہ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے إنما يتقبل الله من المتقين یعنے خدا تعالیٰ متقیوں ہی سے نماز و صدقہ خیرات قبول کرتا ہے۔ پس جن لوگوں نے خدا کے مسیح موعود کا انکار کیا۔ وہ متقی نہیں اور ایسے لوگوں کی نماز خدا کو منظور نہیں پس جس کی اپنی ہی نماز منظور نہیں۔ اس کے پیچھے ہم کیوں اپنی نمازیں ضایع کریں۔ اور صلّوا خلف كل برّ و فاجر اگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہوتی تو دعا قنوت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نخلع و نترك من يفجرك کی تعلیم نہ فرماتے جسکے معنے ہیں اے خداوند ہم کنارہ کش ہوتے اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیرا فجور کرے یعنے نافرمانی کرے اور بدکار ہو۔ پس جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتفع پہ فاجر کو چھوڑنے اور اس سے کنارہ کش ہونے کی تعلیم فرمائی ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ

فاجر کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم کس طرح کر سکتے تھے اور ایک مقام قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ یعنی ابرار (نیک) بہشت میں جائینگے اور فاجر (بدکار) دوزخ میں جائینگے۔ پس جب تک کوئی شخص فجور کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے وہ دوزخی ہے اور دوزخی کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی کیا تم ابرار اتقیاء کو فجار کے برابر ٹھہراتے ہو۔ حالانکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ ... كَالْفُجَّارِ ۔۔۔ یعنے کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں کے برابر ٹھہرا لینگے۔

اب خوب سوچ لو کہ درحقیقت صَلُّوْا خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَّفَاجِرٍ ۔ آنحضرت صلی اللہ کی حدیث ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم کا نص صریح اور دعا قنوت والی حدیث نخلع ونترک من یفجرک اس کو رد کرتے ہیں ہر دو مولوی متفق ہو کر بولے کہ نخلع ونترک من یفجرک سے مراد یہ ہے کہ ہم کافر کو چھوڑتے اور اس سے کنارہ کش ہوتے ہیں۔ فاجر کے معنے کافر کے ہیں

مین نے کہا۔ سوچ کر لو ہر دو نے کہا کہ ہم نے خوب سوچ لیا کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ اور آیت فجورہا وتقوٰہا نکالی اور کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ فجور کے معنے کفر کے ہیں مین نے کہا فجور بالمقابل تقوےٰ کے ہے دیکھو۔ اس قرآن مین شاہ ولی اللہ کا فارسی ترجمہ۔ فجور کے معنے مطلق معصیت کے لکھتے ہیں اور کفر بالمقابل اسلام کے ہیں۔

بہرحال ہر دو نے اصرار کیا۔ کہ فاجر کے معنی کافر کے ہیں میں نے کہا اس پر دستخط کر دو۔ کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ اول معترض نے یہ کلمات لکھ کر اپنے دستخط کر دیے وہو ہذا فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ دستخط محمد عالم القلم بخود دوسرے سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اس پر اپنے دستخط کر دو چنانچہ اس نے یہ عبارت لکھ کر دستخط کر دیے۔ فقط فاجر کے معنے کافر کے ہیں اور یہی معنے صحیح ہیں دستخط [illegible]

اب میں نے ان سب حاضرین [illegible] کو کھول کر سنا دیا کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کا معجزہ ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ان علماء کے دلوں پر کیسا پردہ ڈالا ہے۔ ان کو رسوا کیا ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ فاجر کے پیچھے نماز [illegible] پوچھا گیا۔ کہ فاجر [illegible]

تو کہتے ہیں کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں چنانچہ دیکھو ان کے دستخط موجود ہیں۔ پس جب کہ فاجر کے معنے کافر کے ہیں۔ تو ان نادانوں سے پوچھو۔ کہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کے پیچھے نماز پڑھنے کی تعلیم فرما گئے ہیں۔ اب اس موقعہ پر مخالف مولویوں کا فبہت الذی کفر کا حال تھا۔ اگر یہ لوگ مسیح موعود کی نکتہ چینی نہ کرتے تو خدا ان کے دلوں پر پردہ ڈالکر ان کو رسوا نہ کرتا۔ مسیح موعود کے نکتہ چین عبرت پکڑیں۔

راقم

محمد فضل چنگا گوجر خان۔ ۲۲۔ اگست سنہ ۱۹۰۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

برادرم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ براہ مہربانی اس مضمون کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ شایع فرما کر مشکور کیجئے اگرچہ مضمون لمبا ہے مگر آپ پر امید ہے کہ انشاء اللہ مایوس نہیں کرینگے

میرا قادیان کا سفر

شد الحمد آن چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید۔ میری وہ مبارک آرزو جسکو میں اپنے دل میں عرصہ چھ سال سے رکھتی تھی اور بارہا نماز میں جسکے واسطے نہایت عاجزی سے دعائیں مانگتی تھی۔ اگست کی پندرہ تاریخ کو پوری ہوئی تیسری اگست کو میرے والد صاحب بھیرہ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم سب دارالامان کو جانے والے ہیں۔ تمہیں بھی جلد طیار ہونا چاہئے۔ میں نے اسی وقت سے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر خداوند عزوجل مجھے اس سرزمین میں لے گیا۔ تو میں خداوند تعالیٰ کی پندر دونگی کہ اپنے سفر کا صحیح صحیح حال لکھکر شایع کرا دونگی۔ تاکہ پبلک کو پتہ لگ جاوے کہ مسیح کے گھر میں دینداری کا کیا حال ہے اور جاہل متعصب لوگ ان کے من گھڑت [illegible] جو کہ انہوں نے لوگوں کے روبرو مشہور کر رکھے ہیں کہاں تک درست [illegible] [illegible] میرے والد صاحب [illegible] ملے تین چار دن [illegible] نصیحت کی اور خوش قسمتی سے حکیم فضل الدین صاحب بھی تشریف لائے [illegible] [illegible]

جو کہ حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا کے تھے قادیان جانے کو طیار ہو گئے۔ ہم سات تاریخ کو گورالی پہنچے۔ مگر افسوس کہ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے۔ کہ میرے سسرال والے ہمارے ساتھ نہ جا سکے۔ گورالی جا کر تیرہ اگست تاریخ روانگی قرار پائی۔ خدا خدا کر کے مقررہ دن یعنی ۱۳ تاریخ آئی۔ ہم سب شام کے آٹھ بجے کی گاڑی میں کھٹالہ جا کر سوار ہو گئے تقریباً ۱۲ بجے رات کے لاہور پہنچ گئے اور ایسی جگہ ٹھیرے جہاں کافی چارپائیوں کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی واسطے بعض آدمیوں کو ساری رات زمین پر ہی لیٹنا پڑا۔ مگر وہ شوق اور محبت تھی جس نے فرش زمین کو اطلس اور مخمل سے زیادہ نرم اور ملایم کر دیا۔ ۱۴۔ اگست کو لاہور ہی رہے صبح کو حکیم محمد حسین قریشی کے ہاں جا رہے تھے کہ راستہ میں ٹانگا آتا ہوا دکھائی دیا۔ جو ہمارے پاس آ کر ٹھہر گیا۔ اسمیں سے جھٹ میرے خسر صاحب اتر آئے اور میرے والد صاحب سے مصافحہ کیا غرض میرا سارا خاندان آگیا ہم سب مل ملا کر ۱۵ تاریخ کو دن کے سات بجے کی گاڑی لاہور سے بٹالہ کو روانہ ہوئے اسوقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور ایک ایک اسٹیشن کے گذرنے پر پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتی جاتی تھی بارہ بجے دن کے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے تین یکہ کرایہ کئے ان میں سوار ہو بیٹھے۔ بٹالہ سے قادیان دو گھنٹہ کا رستہ ہے۔ اس مبارک سفر میں سب لوگ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ اور ان کی طبیعتوں میں غیر معمولی فرحت تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا انہیں روحانی خوشی عطا ہو رہی تھی۔ دن کے دو بجے دارالامان پہنچے اور حضرت اقدس کے باغ میں اتر پڑے باغ کے سرسبز پھلوں کے بھرے ہوئے درختوں پر نور الٰہی نظر آتا تھا۔ اس سے پیشتر میرے والد صاحب نے حضرت اقدس سے باغ والا مکان لگا ہوا استعمال وہاں جا کر پتہ لگا کہ اس مکان میں تو نواب محمد علی خان صاحب فروکش ہیں کیونکہ ان کی بیگم صاحبہ کی طبیعت علیل ہے (شافی مطلق شفا بخشے) کوئی پانچ منٹ کا عرصہ وہاں ٹھیرے کیونکہ سب کے دلوں کو "آتش شوق تیز تر گردد" الا معاملہ پیش آیا ہوا تھا۔ سبھوں نے اجازت طلب کی اجازت کا ملنا تھا۔ کہ چار قدم کا ایک قدم کیا اور وفور خوشی سے بار بار یہی زبان پر آتا تھا۔

"آنکہ من مینم الٰہی بیداری است یا بخواب" سب کے دل میں یہی خواہش تھی۔ کہ میں مسیح موعود کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں مگر میں نے راستہ میں یہ تجویز کی کہ سب کو اکٹھے ہی آشیانہ حلیہ میں داخل ہونا چاہئے جس وقت ہم اندر گئے۔ ام المومنین دروازہ پر تشریف رکھتی تھیں جاتے ہی ہم نے سلام علیکم کہا جس کا انہوں نے بڑا خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ ان کے چہرہ سے بشاشت اور رعب تدبر برستا تھا۔ ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔ میں نے زمین پر بیٹھنا چاہا۔ مگر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ ہم نے حضرت صاحب کو پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگلے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہم اس کمرے کی طرف گئے جہاں نور کا شعلہ دکھائی دیا۔ میں کیا بتاؤں کہ میں نے قادیان میں جا کر کیا دیکھا تجلی الٰہی دیکھا۔ نور خدا دیکھا وہی کچھ جانتے ہیں جنہوں نے اس مظہر نور خدا کی زیارت کی ہو ہم سب نے سلام علیکم کہا حضرت صاحب نے جواب دیا۔ حالانکہ تین بج چکے تھے۔ مگر پھر بھی آپ نے فرمایا روٹی کھائی ہے۔ میں نے کہا نہیں حضرت ہم نے امرتسر کے اسٹیشن پر کھائی تھی جو سرور ہم لوگوں کو زیارت مبارک سے حاصل ہوا احاطۂ بیان سے باہر ہے میں نے عرض کیا کہ ہمارے آدمی ملنا چاہتے ہیں انہوں نے ارشاد کیا کہ بلائیے اسی وقت ایک آدمی بلانے کو بھیجا اور ہم کو فرمایا کہ آپ جا کر باہر بیٹھیے میں اسوقت سخت مشغول ہوں۔ میں نے اچھی طرح دعیان کیا۔ تو آپ [illegible] ایک زرد پرچہ دکھائی دیا۔ جس پر [illegible] حروف میں لکھی ہوئی تھی [illegible] اور ڈاکٹر عبد الحکیم کی بابت پیشگوئی تھی جسکو حضرت بار بار پڑھ کر ٹہل رہے تھے جب میرے والد صاحب بمعہ اپنے دوسرے رفقا کے آئے تو انہوں نے ہمیں بھی اطلاع کر دی ہم بھی حضرت صاحب کے پاس جا بیٹھیں میرے خسر صاحب ایک سخت موذی مرض میں مبتلا تھے۔ جسکے واسطے لاکھوں دوائیں ہزاروں دعائیں کئی گنڈے تعویذ کرائے۔ مگر ذرہ بھی افاقہ نہ ہوتا تھا۔ میرے والد صاحب نے انکا ذکر حضرت صاحب سے کیا انہوں نے فرمایا۔ کہ خدا سے رو رو کر دعائیں مانگو۔ انشاء اللہ رفع ہو جائیگی آپ نے ایک موثر تقریر نماز پر فرمائی۔ اور ارشاد کیا کہ اگر

تم سچے دل سے نمازیں پڑھو تو تم سے کوئی بھی گناہ نہ ہو سکے۔ ہمارا دل اسوقت موم ہو کر پگھلا جاتا تھا اور وہ باتیں دل پر نقش ہوتی جاتی تھیں۔ واقعی اے مسیح تو نے مردوں کو زندہ کر دیا ہے۔ جب تقریر کر چکے تو ہم نے مکان کی بابت عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ نواب صاحب نے آپکا مکان لے لیا ہے آپ انکا لے لو۔ اور فرمایا۔ کہ مولوی صاحب سے چابیاں منگا لو۔ یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں حضرت صاحب کا لباس بھی بتلاؤں۔ جو کہ اسوقت ان کے زیب تن تھا گجراتی کپڑے کا تنگ سا پاجامہ اور معمولی موٹی ململ کا کرتہ پاؤں میں پرانی جوتی پہنے ہوئے تھے مگر جلالت اور عظمت والا ماتھا خود بخود بتا رہا تھا۔ کہ یہی مسیح موعود ہے۔

۱۵ تاریخ کا آدھا دن ام المومنین کی خدمت میں گذرا اور خوش خلقی اور حلیمی کا مجسم نمونہ مسیح کی بیوی کو پایا۔ شام کو نواب صاحب والے مکان میں گئے۔ جہاں ہر طرح کا سامان رہائش حضرت اقدس نے اپنی طرف سے کروا دیا تھا۔ کھانا لنگر سے آ گیا جسمیں تھوڑی سی دال اور بہت سا گوشت تھا۔ مگر دونوں چیزیں بڑی لطیف پکی ہوئیں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ جو لذت مجھے اس دال گوشت نے دی۔ کبھی ہزارہا کھانوں سے نصیب نہیں ہوئی۔ بخدا وہاں جا کر انسان اپنے وطن مالوف کو فراموش کر دیتا ہے وہاں سے جدا ہونے کو جی چاہتا ہی نہیں۔

۱۶ تاریخ کو اٹھکر مفتی محمد صاحب کے گھر کا رستہ لیا۔ مفتی صاحب کی فہمیدہ نیک متین بیوی سے مل کر بڑی خوش ہوئی۔ انھوں نے بہت کچھ تواضع کی۔ جس کا میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں ان کے ہمسایہ میں ہی شیخ یعقوب علی صاحب کا گھر تھا ان کے ہاں جانے کا بھی موقع مل گیا شیخ صاحب کی بیوی بڑے تپاک سے ملی۔ جو کہ بڑی خندہ پیشانی والی نیک عورت ہے۔ حتی المقدور انہوں نے کوئی دقیقہ خاطر تواضع میں اٹھا نہ رکھا۔ کوئی پانچ منٹ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ شیخ صاحب نے ایک اعلیٰ ترین تحفہ مجھ ناچیز کو بھیجا وہ تحفہ کیا تھا۔ سورہ بقر کی تفسیر تھی۔ جسکو میں نے بڑی خوشی سے قبول کیا اور جس کا شکریہ ادا کرنے سے زبان قاصر ہے اور ایک خط بھی تفسیر کے ساتھ تھا جس کا یہی جواب ہے۔ کہ یہ محض آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

(باقی آئندہ)

لیکچر لودہانہ

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ کے سفرنامہ دہلی کی تکمیل نہیں ہوئی۔ تا بعض حضرات نے نہ بھیجی۔ بہرحال اس ضمن میں لودہانہ کا لیکچر درج ہونا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ تفصیل سلسلہ بند ہو گیا۔ لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ ان تقریروں کو جو وقتاً فوقتاً اس سفر و قیام میں ہوتی رہی ہیں۔ شائع کر دیا جاوے۔ جو لوگ (ان کی تعداد بہت ہی کم ہے) ... یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہ پرانی باتیں ہیں۔ اور دیر کے بعد ان کی اشاعت کا اثر کم ہو جاتا ہے وہ اپنی غلط رائے کی اصلاح کریں حقایق و معارف مستقل اثر رکھا کرتے ہیں۔ ان پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا کرتا۔ راستی ہمیشہ راستی ہے اور اس کی تاثیریں ہمیشہ زندہ ہیں۔ بہرحال اس لیکچر کا اب شائع ہونا اس کی قوت اور تاثیر کو کم نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے لئے جوہر قابل کی ضرورت ہے یہ لیکچر ۴ نومبر ۱۹۰۵ء کو صبح کو لودہانہ میں۔ مکان سرکار میاں نہال خیاط کے متصل ایک کوٹھی میں ہوا۔ حضرت اقدس ابھی دہلی ہی میں تھے۔ کہ جماعت لودہانہ نے نہایت اصرار اور الحاح سے چاہا۔ کہ واپسی پر حضور لودہانہ قیام فرماویں۔ چنانچہ اس سفارت پر مولوی عبدالقادر صاحب لودہانہ سے دہلی پہنچے اور بالآخر حضرت نے منظور کر لیا۔ ۳ نومبر کی صبح کو حضور لودہانہ پہنچے تھے لودہانہ کے سٹیشن پر جسقدر ہجوم مخلوقات کا تھا اسکی تعداد میں نہیں بتا سکتا بجز اسکے کہ ہزاروں انسان ہر طبقہ اور ہر عمر اور ہر مذاق کے موجود تھے۔ جماعت لودہانہ نے حضور اور آپکے خدام کا نہایت جوش سے استقبال کیا اور ایک بڑی کوٹھی میں آپ کو اتارا گیا۔ جو لب سڑک واقع تھی۔ لوگوں کا ہجوم ہر وقت رہتا اور حضرت اقدس کی زیارت کیلئے آمد رفت کا تانتا لگا ہوا تھا گرد و نواح کے اضلاع سے بہت سے احمدی بھی جمع ہو گئے تھے جماعت لودہانہ نے حتی الوسع نہایت قابلیت سے مہمان نوازی کی۔ مگر آخر لوگوں کی کثرت نے اسے بے بس سا کر دیا تاہم انہوں نے جو کچھ کیا اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔ میری رائے میں آئندہ اگر کوئی جماعت کسی وقت حضرت اقدس کو اپنے ہاں بلائے تو اسکا فرض ہے کہ ان امور پر پہلے ہی غور کر لیا کرے بہرحال تبلیغ کی تجویز ہوئی۔ کہ کل حضرت اقدس کا ایک لیکچر عام ہو۔ راتوں رات جماعت احمدیہ لودہانہ نے پوری مستعدی اور ہوشیاری کے ساتھ اشتہار چھپوا کر چسپاں کر دیا۔ اور علی الصباح تقسیم بھی کر دیا۔ وقت مقررہ پر ہزاروں مرد اس احاطہ میں جمع ہو گئے۔ پولیس کا انتظام نہایت ہی قابل تعریف تھا۔ آخر حضرت اقدس کھڑے ہوئے اور آپ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر

اول میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھے یہ موقع دیا۔ کہ میں پھر اس شہر میں تبلیغ کرنے کیلئے آیا۔ میں اسی شہر میں ۱۴ برس کے بعد آیا ہوں۔ اور میں اس وقت اس شہر سے گیا تھا جبکہ میرے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور تکفیر تکذیب اور دجال کہنے کا بازار گرم تھا اور میں لوگوں کی نظر میں اس انسان کی طرح تھا جو مطرود اور مخذول ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیال میں تھا کہ تھوڑے ہی دنوں میں یہ جماعت مردود ہو کر منتشر ہو جائیگی اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاویگا چنانچہ اس غرض کیلئے بڑی بڑی کوششیں اور منصوبے کئے گئے اور بڑی بھاری سازش میرے خلاف یہ کی گئی۔ کہ مجھ پر اور میری جماعت پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور سارے ہندوستان میں اس فتوے کو پھرایا گیا۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اسی شہر کے چند مولویوں نے دیا۔ مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خداتعالیٰ نے مجھے ابتک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہوا اسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشایخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں۔ اسمیں ظاہر کیا گیا کہ یہ شخص بے ایمان ہے کافر ہے دجال ہے مفتری ہے کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہے غرض جو جو کچھ کسی کی نسبت کہا جا سکتا تھا میری نسبت انہوں نے لکھا اور ان لوگوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھ لیا۔ کہ بس یہ ہتھیار اب اس سلسلہ کو ختم کر دیگا اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افترا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنیکے لئے یہ فتوے کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا۔ لیکن اسکو خدا نے قائم کیا تھا پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا جسقدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی۔ اور آج میں خداتعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا۔ کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی۔ اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو۔ کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے۔ اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔

پس اس انقلاب عظیم کو دیکھو کہ کیا یہ انسانی ہاتھ کا کام ہو سکتا ہے۔ دنیا کے لوگوں نے تو چاہا کہ اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں اور اگر ان کے اختیار میں ہوتا۔ تو وہ کبھی کا اسکو مٹا چکے ہوتے مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جن باتوں کا ارادہ فرماتا ہے دنیا انکو روک نہیں سکتی اور جن باتوں کا دنیا ارادہ کرے مگر خداتعالیٰ ان کا ارادہ نکرے وہ کبھی ہو نہیں سکتی ہیں۔

غور کرو! میرے معاملہ میں کل علماء زاہد اور گدی نشین مخالف ہوئے۔ اور دوسرے مذہب کے لوگوں کو بھی میری مخالفت کیلئے اپنے ساتھ ملایا۔ پھر میری نسبت ہر طرح کی کوشش کی مسلمانوں کو بدظن کرنے کے لئے مجھ پر کفر کا فتویٰ دیا۔ اور پھر جب اس تجویز میں بھی کامیابی نہ ہوئی تو پھر مقدمات شروع کئے۔ خون کے مقدمے میں مجھے پھنسانا اور ہر طرح کی کوششیں کیں۔ کہ میں سزا پا جاؤں۔ ایک پادری کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا گیا اس مقدمہ میں مولوی محمد حسین نے بھی میرے خلاف بڑی کوشش کی اور خود شہادت دینے کیواسطے گیا وہ چاہتا تھا کہ میں پھنس جاؤں اور مجھے سزا ملے مولوی محمد حسین کی یہ کوشش ظاہر کرتی تھی۔ کہ وہ دلائل اور براہین سے عاجز ہے اسلئے کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب دشمن دلائل سے عاجز ہو جاتا ہے اور براہین سے الزام نہیں کر سکتا۔ تو ایذا اور قتل کی تجویزیں کرتا ہے۔ اور وطن سے نکالدینے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور اسکے خلاف مختلف قسم کے منصوبے اور سازشیں کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جب کفار مکہ عاجز آ گئے اور ہر طرح سے ساکت ہو گئے تو آخر انہوں نے بھی اسی قسم کے حیلے سوچے۔ کہ آپ کو قتل کر دیں یا قید کریں یا آپ کو وطن سے نکالدیا جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ایذا دی گئیں مگر آخر وہ سب کے سب اپنے ارادوں اور منصوبوں میں نامراد اور ناکام رہے اب وہی سنت اور طریق میرے ساتھ ہو رہا ہے مگر یہ دنیا بغیر خالق اور رب العالمین کے ہستی نہیں رہتی وہی ہے جو جھوٹے اور سچے میں امتیاز کرتا ہے۔ اور آخر سچے کی حمایت کرتا اور اسے غالب کر کے دکھا دیتا ہے اب اس زمانہ میں جب خداتعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے۔ میں اوس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔ اور اس وقت تم سب کے سب دیکھتے ہو۔ کہ میں وہی ہوں۔ جسکو قوم نے رد کیا اور میں مقبولوں کی طرح کھڑا ہوں۔ تم قیاس کرو۔ کہ اس وقت آج سے چودہ ۱۴ برس پیشتر جب میں یہاں آیا تھا تو کون چاہتا تھا۔ ......

کہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ ہو۔ علماء۔ فقرا۔ اور ہر قسم کے معظم مکرّم لوگ یہہ چاہتے تھے کہ میں ہلاک ہوجاؤں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹ جاوے کبھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ ترقیات نصیب ہوں مگر وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے اور جسنے راستبازوں کو غالب کرکے دکھایا ہے۔ اسنے میری حمایت کی۔ اور میرے مخالفوں کے خلاف انکی امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اسنے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آرہی ہے اب غور کا مقام ہے کہ کیا انسانی تجویزوں اور منصوبوں سے یہ کامیابی ہوسکتی ہے۔ کہ دنیا کے بارسوخ لوگ ایک شخص کی ہلاکت کی فکر میں ہوں اور اس کے خلاف ہر قسم کے منصوبے کئے جاویں اسکے لئے خطرناک آگ جلائی جاوے مگر وہ ان سب آفتوں سے صاف نکل جاوے؟ ہرگز نہیں یہہ خدا کے کام ہیں جو ہمیشہ اس نے دکھائے ہیں۔ پھر اسی امر پر زبردست دلیل یہہ ہے کہ آج سے ۲۵ برس پیشتر جب کہ کوئی بھی میرے نام سے واقف نہ تہا۔ اور نہ کوئی شخص قادیان میں میرے پاس آتا تھا۔ یا خط وکتابت رکھتا تھا۔ اس گمنامی کی حالت میں ان کس مپرسی کے ایام میں اللہ تعالےٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا

یاتون من کل فج عمیق۔ یاتیک من کل فج عمیق۔

لاتصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔

رب لاتذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔

یہہ وہ زبردست پیشگوئی ہے جو ان ایام میں کی گئی اور چھپ کر شائع ہوگئی اور ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے اسے پڑھا۔ ایسی حالت اور ایسے وقت میں کہ میں گمنامی کے گوشہ میں پڑا ہوا تھا اور کوئی شخص مجھے نہ جانتا تہا خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ تیرے پاس دور دراز ملکوں سے لوگ آئیں گے اور کثرت سے آئیں گے اور ان کے لئے مہمانداری کے ہر قسم کے سامان اور لوازمات بھی آئیں گے۔ چونکہ ایک شخص ہزاروں لاکھوں انسانوں کو مہمانداری کے جمیع لوازمات مہیا نہیں کرسکتا اور نہ اسقدر اخراجات کو برداشت کرسکتا ہے اسلئے خود ہی فرمایا

یاتیک من کل فج عمیق

انکے سامان بھی ساتھ ہی آئیں گے۔ اور پھر انسان کثرت مخلوقات سے گھبرا جاتا ہے۔ اور ان سے کج خلقی کر بیٹھتا ہے۔ اسلئے اس سے منع کیا کہ ان سے کج خلقی نہ کرنا۔ اور پھر یہہ بھی فرمایا کہ لوگوں کی کثرت کو دیکھکر تھک نہ جانا۔

اب آپ غور کریں کہ کیا یہہ امر انسانی طاقت کے اندر ہے کہ پچیس تیس برس پہلے ایک واقعہ کی اطلاع دے۔ اور وہ بھی اسی کے متعلق اور پھر اسی طرح پر وقوع بھی ہوجاوے انسانی ہستی اور زندگی کا تو ایک منٹ کا بھی اعتبار نہیں اور نہیں کہہ سکتے کہ دوسرا سانس آئیگا یا نہیں پھر ایسی خبر دینا یہہ کیونکر اسکی طاقت اور قیاس میں آسکتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ میں بالکل اکیلا تہا اور لوگوں سے ملنے سے بھی مجھے نفرت تھی۔ اور چونکہ ایک وقت آنے والا تھا کہ لاکھوں انسان میری طرف رجوع کریں اس لئے اس نصیحت کی ضرورت پڑی

لاتصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور پھر انہیں دنوں میں یہہ بھی فرمایا

انت منی بمنزلۃ توحیدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنے وہ وقت آتا ہے کہ تیری مدد کی جاویگی اور تو لوگوں کے درمیان شناخت کیا جاوے گا۔ اسی طرح پر **فارسی۔ عربی** اور انگریزی میں کثرت سے ایسے الہامات ہیں جو اس مضمون کو ظاہر کرتے ہیں۔

اب سوچنے کا مقام ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا کا خوف رکھتے ہیں کہ اسقدر عرصہ دراز پیشتر ایک پیشگوئی کی گئی اور وہ کتاب میں چھپ کر شائع ہوئی۔ براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جسکو دوست دشمن سب نے پڑہا۔ گورنمنٹ میں بھی اسکی کاپی بھیجی گئی۔ عیسائیوں ہندوؤں نے اسے پڑہا۔ اس شہر میں بھی بہتوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ دیکھیں کہ اس میں درج ہے یا نہیں۔ پھر وہ مولوی (جو محض عداوت کی راہ سے مجھے دجّال اور کذّاب کہتے ہیں اور یہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی) شرم کریں اور بتائیں کہ اگر یہ پیشگوئی نہیں تو پہر اور پیشگوئی کسکو کہتے ہیں یہہ وہ کتاب ہے جسکا ریویو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے کیا ہے۔ چونکہ وہ میرے ہم سبق تھے اسلئے اکثر قادیان آیا کرتے تہے وہ خوب جانتے ہیں اور ایسا ہی قادیان۔ بٹالہ۔ امرتسر اور گرد و نواح کے لوگوں کو خوب معلوم ہے۔ کہ اسوقت میں بالکل اکیلا تہا۔ اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا۔ اور اسوقت کیحالت سے عند العقل دور از قیاس معلوم ہوتا تھا کہ میرے جیسے ایک گمنام آدمی پر ایسا زمانہ آئیگا کہ لاکھوں آدمی اسکے ساتھ ہوجائیں گے میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسوقت کچھ بھی نہ تھا۔ تنہا وبیکس تھا۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں مجھے یہ دعا سکھائی

رب لاتذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔

یہہ دعا اس لئے سکھائی کہ وہ پیار رکھتا ہے ان لوگوں سے جو دعا کرتے ہیں۔ کیونکہ دعا عبادت ہے اور اس نے فرمایا ہے۔

ادعونی استجب لکم

دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **مغز اور مخ عبادت کا دعا ہی ہے**۔ اور دوسرا اشارہ اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دعا کے پیرائیہ میں سکھانا چاہتا ہے کہ تو اکیلا ہے اور ایک وقت آئیگا کہ تو اکیلا نہ رہیگا۔ اور میں پکار کر کہتا ہوں کہ جیسا یہ دن روشن ہے (اسوقت آفتاب نکلا ہوا تہا۔ ایڈیٹر) اسی طرح یہ پیشگوئی روشن ہے اور یہ امر واقعی ہے کہ میں اسوقت اکیلا تھا

کون کھڑا ہوکر کہہ سکتا ہے کہ تیرے ساتھ جماعت تھی

مگر اب دیکھو کہ اللہ تعالےٰ کے ان وعدوں کے موافق اور اس پیشگوئی کے موافق جو اس نے ایک زمانہ پہلے خبر دی ایک کثیر جماعت میرے ساتھ کردی۔

(باقی آئندہ)

ضروری اطلاع

یہہ اطلاع ایک اشد ضرورت کے موقع پر دیجاتی ہے اور وہ یہہ ہے کہ زکوٰۃ کا روپیہ کچھ مدت سے الگ جمع کیا جاتا ہے جسمیں سے اس سلسلہ کے بعض غریب طلباء کی جو کالجوں میں اور اس سکول میں تعلیم پاتے ہیں امداد کیجاتی ہے اور جسمیں سے بعض ابن السبیل کے راہ کا خرچ اور غرباء بیکس کا کفن دفن کیا جاتا ہے۔ یہ تمام اخراجات اس فنڈ سے کئے جاتے تہے لیکن فنڈ میں اسوقت روپیہ ختم ہوگیا ہے جس سے ان غریب طلباء اور متذکرہ بالا ضروری اخراجات کے لئے سخت مشکل پڑگئی ہے جو صرف اسی طرح دور ہوسکتی ہے کہ ہر ایک صاحب ذی ثروت اس کام کو اہم سمجھکر اسکی طرف خاص توجہ کرے اور جو زکوٰۃ اوس کے ذمہ ہے وہ امین زکوٰۃ فنڈ کے نام جلد ارسال کردے۔ کیونکہ دیر سے بہت اخراجات بند پڑے ہیں ان کا تدارک کیا جاوے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اگر **ہر ایک صاحب** ذی ثروت نے کچھ بھی توجہ اسطرف کی تو ان اخراجات کے لئے اتنا کافی سٹاک جمع ہوجائیگا جو کئی مہینوں تک کافی ہوگا

نور الدین امین زکوٰۃ

اِطلاع

مکرمی شیخ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عکس مکتوب مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو اگست کے مہینہ میں میگزین میں چھپا ہے۔ اسکے متعلق بعض دوست خطوط لکھتے ہیں کہ آیا شیشہ میں لگوانیکے لئے یہ مکتوب الگ مل سکتا ہے یا نہیں۔ ان خطوط کا الگ الگ جواب دینا مشکل ہے۔ اور میگزین کے نکلنے میں دیر ہے۔ اسلئے آپ اپنے اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کردیں کہ اس عکس کی چند کاپیاں رسالہ سے بڑھی ہوئی دفتر میں موجود ہیں جو ایک آنہ (۱ر) فی کاپی کے حساب سے ہم دے سکیں گے اگر کوئی دوست لینا چاہتے ہوں تو فی الفور اطلاع دیں۔ اور دیگر یہ کہ بہتر ہو کہ چار چار پانچ پانچ دوست ملکر منگوائیں تا محصول وغیرہ کی کفایت ہو۔ آسانی کے لئے اس عکس کی دوسری طرف موجودہ رسم الخط میں مکتوب کی عبارت سطر بسطر دیدی گئی ہے۔

مینیجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

ضروری گذارش

یحیورہید کی تفاسیر کا اردو ترجمہ تیار کرنے کا میں نے انتظام کرلیا ہے پس جو صاحب اسے چھپوانے کا انتظام فرماسکتے ہوں مطلع کریں۔ میں اس ضخیم کتاب کو خود نہیں چھپوا سکتا۔

(۲) تحفہ آریہ سماج یعنے آریہ سماج کی پول اب بہت تھوڑی رہ گئی ہے پس اسے بھی دوبارہ چھپوانے کا جو صاحب انتظام کرسکتے ہوں مجھہ سے خط وکتابت کریں۔

خاکسار عبد العزیز۔ (جگدمبا پرشاد ورما) معرفت مطبع قاسمی شہر لدھیانہ پنجاب۔

ضرورت

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے ایک معلّمہ کے واسطے زنانہ مدرسہ گوڑالی تحصیل وضلع گجرات کے ضرورت ہے۔ ایک احمدی معلّمہ کو ترجیح دیجاوے گی۔ معلّمہ قرآن کریم۔ اردو۔ حساب۔ سینا اور پرونا اور کاڑہنا جانتی ہو۔ تنخواہ مبلغ عنا روپیہ ماہوار اور مکان مفت دیا جاوے گا۔ اپنے گوہر بار اخبار کے کسی گوشہ میں اسکو چھاپ کر ممنون فرماویں ہو۔

نیازمند ملک مولا بخش مینیجر زنانہ مدرسہ گوڑالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وصیت نامہ

(۱) میں مسمی نور احمد ولد غلام غوث قوم شیخ سکنہ شہر جالندہر محلہ راستہ پھگواڑہ دروازہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۳۔ فروری ۱۹۰۶ء مطابق ۸۔ ذی الحج ۱۳۲۳ھ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد کارآمد ہووے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ الرحمن مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں۔ اور ان کا مرید اور پیرو حسب ہدایت حضرت رب العالمین ہوں۔ تاریخ بیعت مجھ عاجز کی ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء ہے۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء شایع ہوا ہے تمام و کمال پڑھ لیا ہے۔ سن لیا ہے میں ان ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں۔ اور ایسا ہی میں ان تمام ہدایات کا اور ضوابط و قواعد کا پابند ہونگا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مقبرہ بہشتی واقع قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکورہ کے متعلق شایع ہوئے یا آیندہ شائع ہونگے۔ میں ان تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط و قواعد شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہینگے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہیں ایک مکان سکونتی شہر جالندہر پھگواڑہ دروازہ جس میں میرا حصہ چہارم ہے۔ میری حصہ مکان کی قیمت بمشکل یکصد ہوگی۔ اور اراضی چاہی واقعہ شہر جالندہر ہے۔ جو اسوقت عزیزی محمد سعید خلف منشی عزیز الدین صاحب مرحوم ساکن لاہور ٹیکسالی دروازہ کے پاس ... [illegible]

میرے مرنیکے بعد اس جائداد میں سے پانچواں حصہ انجمن احمدیہ قادیان یا اس انجمن کے کسی مقرر کردہ ماتحت مجلس قادیان کے سپرد کی جاوے۔ انجمن ہذا کا اختیار ہوگا۔ کہ میرے مرنیکے بعد اس جائداد کو میری بقیہ جائداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے اسکو فروخت کرکے اس کی قیمت وصول کرے یا فروخت نہ کرے۔ تو اس وصیت کردہ جائداد سے مفاد اٹھا کر اغراض انجمن کو پورا کرے۔ غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک تصور ہو۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو۔ خواہ غیر احمدی ہو۔ میری اس وصیت کردہ جائداد کوئی تعلق نہیں۔ اگر میری جائداد وصیت کردہ کی قیمت آیندہ بڑھ جاوے۔ اور گرو سے بری ہو جاوے تو وہ کل زیر وصیت سمجھی جاوے گی۔ اور یہ اسکے پانچواں حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جائداد اسکے علاوہ پیدا کروں۔ یا مرنے کے بعد کوئی اور جائداد سوائے جائداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جسکا مفصل ذکر میں نے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا میں کیا ہے میں ایسے جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہونگا۔

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر میں قادیان میں فوت نہوں۔ تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جو اب شایع ہو چکے ہیں۔ یا آیندہ شایع ہونگے دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اور اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کی متکفل میری یہ جائداد وصیت کردہ جسکا ذکر میں نے۔ فقرہ نمبر ۴ و ۵ میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں ہے ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکورہ کے حوالے کر دونگا۔ جس کا اعلان انجمن مذکورہ کی ... [illegible]

میں الگ نہ کرسکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم اداکردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو پھر میری دیگر متروکہ جائداد جس میں یہ وصیت کردہ جائداد شامل نہ ہوگی۔ ان اخراجات کو متکفل ہوگی۔ اور میری ورثا ان اخراجات کے ادا کرنیکے ذمہ وار ہونگے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہونگے۔ اور پس ماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھینگے۔

(۸) یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاءً لوجہ اللہ کی ہے اور اگر حالات آیندہ کے ماتحت جن کا مجھے اسوقت علم نہیں ہے۔ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ یا قادیان ہی میں نہ پہنچ سکے۔ یا کارپردازان مقبرہ بہشتی کے مصالح اجازت نہ دیں۔ کہ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جسکا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قائم رہیگی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ میری لاش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے اور جب تک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیں۔ میری لاش کہیں اور دفن نہ کی جائے۔ البتہ امانت کے طور پر کہیں اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ اگر حسب فقرہ ۸ میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہوسکی۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش میں جمع کرا چکا ہونگا۔ یا میری جائداد متروکہ سے وصول ہوئے ہونگے۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا۔ بلکہ انجمن کو ہوگا۔

گواہ شد

شبیر محمد مدرس مدرسہ سہ منٹھا میونسپل بورڈ لاہور

العبد

نور احمد ولد غلام غوث شیخ احمدی ساکن جالندہر پھگواڑہ دروازہ۔ حال وارد لاہور ٹکسالی دروازہ۔ مکان شیخ عزیز الدین

۳۔ فروری ۱۹۰۶ء — نور احمد بقلم خود

گواہ شد

منصب علی ولد مراد علی شاہ ساکن پھلور حال وارد لاہور

مختصر فہرست کتب خانہ اسلامیہ لاہور

تفسیر کبیر جلد اول ترجمہ اردو یہ عظیم الشان اور عدیم المثال تفسیر حجۃ الاسلام امام فخر الدین رازی کی بینظیر تفسیر ہے۔ اسمیں قرآن کے جملہ مضامین کو اور سائنس کے مطابق حل کیا گیا ہے۔ مخالفین کے اعتراضوں کے جواب نہایت تحقیق کے ساتھ دئے گئے ہیں جن مفسروں نے قرآن کریم کی تفسیر لکھنے میں جہوٹی روایتوں اور من گھڑت قصوں کو درج کرکے اسلام پر بدنما دھبہ لگا دیا ہے انکی خوب قلعی کھولی ہے صفحات ۵۳۶۔

قیمت للعہ انوار قدسیہ کا اردو ترجمہ یہ کتاب امام المتقین شیخ عبد الوہاب شعرانی کی تالیف ہے اسکے حق میں ناقصان را پیر کامل کاملان را رہنما کہنا بلا مبالغہ درست ہے۔ سلف صالحین نے علم تصوف کیلئے جس قدر قانون مرتب فرمائے ہیں یہ ان تمام عرفا کی زندہ تصویر ہے۔ اس پر آشوب زمانے میں جبکہ مرشد کامل کا ملنا عنقا صفت ہوگیا ہے۔ اس کتاب کا زیر مطالعہ رکھنا تزکیہ قلوب طلب محبوب کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے بلاشبہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان اسکے مطالعہ سے انوار الٰہی کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ اس کتاب میں نمبروار علامات کا ذکر کیا گیا ہے جنکا پایا جانا ہر ایک مدعی ولایت میں ضروری ہے۔ ان علامات کی عدم موجودگی میں جو شخص ولایت اور تقرب الٰہی کا دعوے کرے وہ شخص کذاب اور مفتری علی اللہ ہے صفحات ۱۴۴ تقطیع کلاں کاغذ اعلیٰ قیمت ۱۰ر

کتاب الروح کا اردو ترجمہ یہ کتاب ایک مصری فلاسفر کی نہایت دلچسپ اور قابل دید تصنیف ہے۔ اس میں روح انسانی کے متعلق اسقدر قیمتی اور بے بہا معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو ہزار روپیہ کے صرف سے بھی حاصل ہونا محال تھا۔ حکمائے یونان کی تقریریں اور محققین اسلام کے بحث و مباحثے اس پر فاضل مصنف کی زبردست محاکمہ دیکھنے کے لائق ہے۔ اسکے ملاحظہ سے آپکو اپنی گذشتہ اور موجودہ اور آیندہ زندگی کا بخوبی علم ہو جائیگا۔ واقعی اس قسم کی کوئی جامع کتاب اردو زبان میں آج تک طبع نہیں ہوئی اسمیں بہت سے ایسے مضامین بھی آگئے ہیں جنکو آپکے کانوں نے کبھی نہیں سنا ہوگا صفحات ۲۴۸ قیمت عہ صرف

بدور السافرہ کا اردو ترجمہ۔ یہ کتاب امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں مرنیکے بعد واقعات کا ذکر ہے انکی تفسیر احادیث نبوی آثار صحابہ اور اقوال علماء سے کرکے ۲۰۵ بابوں میں تقسیم کیا ہے صفحات ۳۴۴ قیمت عہ

مباحثہ گوشت خوری۔ اس میں گوشت کو انسانی خوراک نہایت زبردست دلائل کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے قیمت ۵ر

حدوث مادہ۔ بدلائل عقلیہ ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہیں۔ بلکہ حادث ہے۔ قیمت ۲ر

حقیقت وید اس میں ویدوں کے چیدہ اور اصل اصول مضامین پر عمدہ بحث کی گئی ہے۔ قیمت ۱ر

فتوح الغیب اردو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کی تصوف میں بے نظیر تصنیف ہے قیمت ... خیر کثیر محض عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی ... [illegible]

خاک ڈالے سے چاند نہیں چھپتا

میرے خیال میں ایک صادق مامور من اللہ کی صداقت کا یہ نشان بھی ہے کہ ہر ایک شریر اس سے سخت مخالفت رکھتا ہے اور اس کا نام سنتے ہی تن بدن میں مرچیں لگ جاتی ہیں۔ غالباً اسی لئے مسیح نے کہا ہے بہتیرے میرے نام سے دشمنی رکھیں گے۔ ناظرین حیران ہونگے دنیا میں ہزاروں بدکار لاکھوں شریر بے دین ہیں مگر ہے کوئی جو ان سے عداوت رکھے یا ان کا نام تک لینے کا روادار نہ ہو۔ میرے دوستو ایسے ایماندار بہت ہی کم ہیں۔ مگر آؤ میں تمہیں اس الٹی دنیا کی سیر کراؤں جہاں ایک صادق سے محض اسکے صدق کے سبب عداوت رکھی جاتی ہے ہر طرح سے اُسے ستایا جاتا ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اسکی خوبیوں پر پردہ ڈالکر عیب شماری کیجاتی ہے مگر پھر بھی جو "امر حق" ہے وہ خود بخود منہ سے نکل ہی جاتا ہے یا کم از کم انہیں اپنی کتابوں میں لکھنا پڑتا ہے۔ دیکھئے انجیل میں صاف طور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مندرج ہے۔ یہاں لفظ فارقلیط کے ترجمے میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں کبھی اسے روح حق کہتے ہیں کبھی روح قدس کبھی کچھ۔ مگر پھر بھی اس بات سے انصاف کے ساتھ انکار نہیں کر سکتے کہ ایک نبی کے آنیکا وعدہ ہے البیا ہی یہ پادری صاحبان خوب جانتے ہیں اور دلی زبان سے اتنے کبھی ہیں کہ مسیح کی آمد ثانی کا وقت آچکا۔ مگر ابھی [illegible] ہے جو انہیں اقرار کرنے نہیں دیتی۔ لیکن [illegible] کب تک آخر کسی نہ کسی رنگ میں اقرار ہو ہی جاتا ہے "تجلی" میں برنباس کی مشہور انجیل کو غیر معتبر قرار دیکر (اسلئے کہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی اسمیں صریحاً موجود ہے) مقدس برنباس کے خط کے نام سے ایک انجیل چھپی ہے جسکی نسبت ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ اعتبار کے قابل ہے۔ اسکے پندرھویں باب میں مندرجہ ذیل عبارت ہے جسکی نسبت میں معزز ناظرین الحکم سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اسے توجہ سے پڑھیں۔

"علاوہ اس کے دس حکموں میں جو (خداوند نے) موسیٰ کو روبرو کوہ سینا پر دیئے سبت کے بارے میں لکھا ہے" "صاف ہاتھوں اور پاک دل سے خداوند کی سبت کی تقدیس کرو" اور پھر وہ دوسرے مقام میں یہ کہتا ہے "اگر میرے بیٹے سبت کی حفاظت کریں تب میری رحمت ان پر قائم رہیگی" مخلوقات کے [illegible] سبت کا ذکر یوں آیا ہے "اور خدا نے چھ دن میں اپنے ہاتھوں کے کام بنائے اور ساتویں دن ختم کئے اور اس دن آرام کیا اور اسے مقدس ٹھہرایا" اسے میرے [illegible] اس کا مطلب ہے [illegible] توجہ کرو [illegible]

اس سے یہ مراد ہے کہ خداوند ساری چیزیں چھ ہزار سال میں پوری کریگا۔ کیونکہ ایک دن اسکی نزدیک ہزار سال ہے اور وہ خود اسکی تصدیق کرتا ہے یہ کہکر "دیکھو آج کا دن ہزار سالوں کے برابر ہوگا۔" اسلئے اسے میرے بچو چھ دن میں یعنی چھ ہزار سالوں میں ساری چیزیں پوری ہونگی۔ اور اس نے ساتویں دن آرام کیا اس سے یہ مراد ہے جب اسکا بیٹا پھر آن کر شریر انسان کا وقت نیست کریگا اور بے دینوں کی عدالت کریگا۔"

اب ہم مقدس برناس کے پیارے بچوں سے پوچھتے ہیں کیوں صاحبان ابھی چھٹا ہزار ختم ہو کر ساتواں ہزار شروع ہوا یا نہیں۔ وہ سبت جب مسیح پھر آن کر آنا تھا آیا یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ اگر آگیا تو کہاں ہے آؤ میں تمہیں بتاؤں کہ وہ سبت کا شہزادہ جاہ و جلال سے قادیاں میں نازل ہو چکا مبارک وے جو اسکی آواز سنتے اور اس کے پیچھے چلتے ہیں۔

راقم الحکم آف گوئیکہ ضلع گجرات

ذات کما یزید الملہ	قرآن مجید نے ایک تمثیلی پیرائے میں ہمیں سمجھایا ہے کہ جب کوئی خلیفۃ اللہ زمین

پر مبعوث ہوتا ہے اور روح صدق اسمیں پھونکی جاتی ہے تو ملائکہ اسکی نصرت میں لگ جاتے ہیں۔ انمیں سے بعض تو سعید لوگوں کے دلوں میں الہام کر کے خلیفۃ الحق کے حضور انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ اور بعض جنہیں مدبرات امر کہتے ہیں۔ دنیا کی سلطنت کا انتظام اس نہج پر لے آتے ہیں کہ سب حالات صادق کی مرضی کے مطابق ہو جاتے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم جب مبعوث ہو کر خلیفۃ اللہ ہوئے تو چونکہ انکی جماعت کو روم اور ایران کی سلطنتوں [illegible] شاہ کرنا تھا۔ اسلئے پہلے ہی [illegible] اتفاقی [illegible] انحطاط [illegible] ہو گیا [illegible] انتقال [illegible] ہم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ کے زمانہ کو دیکھتے ہیں اور جب اس کے فرض منصبی کسر صلیب (جس سے مراد صرف صلیبی عقائد کی اصلاح ہے نہ کہ ظاہری بادشاہی وغیرہ) کیطرف خیال کرتے ہوئے ساتھ ہی ان واقعات کو دیکھتے ہیں جو خود بخود ارادہ الٰہی سے ہو رہے ہیں تو بے اختیار تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی کارروائی ہے۔ دیکھئے مسیح کی الوہیت اور زندہ آسمان پر اٹھائے جانیکا خیال اب بہت سے یورپی دانشمندوں کو خیال سے جاتا رہا ہے۔ وہ بائبل کو بھی بایں معنے الہامی نہیں سمجھتے کہ اول سے آخر تک جو کچھ اسمیں لکھا ہے ٹھیک ہے بلکہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایک انسانی کلام کیطرح غلطیوں کی آمیزش رکھتی ہے + اب پادریوں کا زور گھٹانے کیلئے ایک اور سبب قدرت کیطرف سے پیدا ہو گیا ہے جسے ہم ہندوستان سے انتخاب کرتے لگتے ہیں۔

شملہ ہو سے پہلے ابتدائی تعلیم کے سرکاری سکول بہت کم تھے۔ مختلف سوسائٹیوں نے ابتدائی سکول قائم کئے ہوئے تھے جنہیں سرکار سے گرانٹ ملتا تھا انہیں والنٹری سکول کہتے تھے [illegible] ایک تحریک پیدا ہوئی جس سے بورڈ سکول بھی قائم ہوگئے جنمیں مذہبی پابندی نہ تھی۔ اور نہ کسی خاص فرقہ عیسائی کی تعلیم دیجاتی۔ ان سکولوں کے قیام سے والنٹری سکولوں کو نقصان پہنچا جس سے مذہبی جماعت (پادریوں) کو سخت صدمہ ہوا اتنے میں کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت ہوئی جو مذہبی جماعت کی پشت و پناہ بلکہ انہیں کا مجموعہ ہے انہوں نے والنٹری سکولوں کو مقامی محاصل سے بہت سا حصہ دلانا چاہا۔ بہت سے ٹیکس ادا کرنیوالے راضی نہ تھے بایں دلیل کہ جو لوگ مذہب سے دہریہ ہیں یا عیسائی ہیں یا بالکل لامذہب ہیں یا چرچ آف انگلینڈ کے معتقد نہیں ان سے ایسے سکولوں کی امداد کے لئے محصول لیا جاتا ہے الغرض جو ان کے مذہبی خلاف مذہبی تعلیم دیتے ہیں۔ مگر انکی پیش نہ گئی اور ایک قانون پاس ہو گیا جس سے والنٹری سکولوں کا خرچ مقامی محصولات پر پڑ گیا۔ اس محصول دینے سے لبرل فریق کے کئی ممبروں نے انکار کر دیا اور اس جرم عدم ادائیگی محصول میں بعض قید ہوئے اور بعض کا مال و اسباب نیلام ہوا۔ جس سے عام ناراضگی پھیلی اور کنسرویٹو فریق کو اس کا خمیازہ عام انتخاب میں اٹھانا پڑا یعنی نتیجہ یہ ہوا کہ لبرل فریق حکمران ہوا اس فریق کے حکمران ہوتے ہوئے وزیر تعلیم نے یہ مسودہ پیش کیا جو ہم لالہ راجپت رائے جی کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں (۱) ہر قسم کے والنٹری سکول مذہبی جماعتوں کے قبضہ و دخل سے نکال لئے جائیں اور ایجوکیشن بورڈ کے ماتحت کر دیئے جائیں۔ سکول کی عمارتوں کی قیمت ان مذہبی جماعتوں کو ادا کر دیجائے۔ جنہوں نے وہ عمارتیں تعمیر کی تھیں غرض کل سکول سرکاری ہو جائیں والنٹری سکول بالکل درہم (؟) تمام انتظام مقامی کمیٹیوں کے سپرد کیا جائے۔ اور کسی مذہبی جماعت کو کسی سکول کے انتظام میں کچھ دخل نہ رہے (۲) عام طور پر ان سکولوں میں مذہبی تعلیم صرف انجیل کی پڑھائی پر محدود ہو اور اس سے بڑھکر کسی قسم کی مذہبی تعلیم کا انتظام نہ ہو (۳) کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے بچے کو کسی سکول میں ضرور ہی اس وقت سے قبل بھیجے جبکہ انجیل کا سبق ختم ہو کر دنیاوی تعلیم شروع ہونیکا وقت ہو گویا کسی صاحب اولاد کو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ خاص انجیل کی پڑھائی کے وقت یا اس کے دوران میں اپنے بچے کو سکول میں بھیجے (۵) دیگر سرکاری سکولوں میں اس قسم کا کوئی موقعہ نہ دیا جائے (۶) استادوں پر کسی قسم کی مذہبی پابندی نہ ہو اور نہ استادوں کو یہ اجازت ہو کہ وہ کوئی خاص مذہبی تعلیم دے سکیں [illegible] اس مسودہ کے دیکھنے سے معزز ناظرین الحکم معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ پادریوں کو مذہبی خیالات پھیلانے میں کس قدر کمزوری ہو گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس تصرف بالارادہ ہستی کے تصرف سے ہو رہا ہے جس نے کسر صلیب کے لئے مسیح موعود کو نازل کیا۔ مسودہ پر بہت بحث و مباحثہ ہو رہا ہے اور کچھ ترمیم بھی ہو گئی۔ مگر تاہم انگلی ہی آزادی نظر نہیں رہی۔

راقم الحکم آف گوئیکہ ضلع گجرات

ہماری جماعت میں علمی مذاق	خداتعالیٰ کے فضل سے احمدی جماعت کا ہر ایک فرد اپنے

رنگ میں فرد ہے مضمون نویسی کا ایک طرز تو وہ ہے جو ہمارے سید و مولیٰ۔ مرشد و مطاع امام الحکم العدل علیہ السلام کا ہے یہ نبوی رنگ ہے جس سے اعلےٰ ادنیٰ طبقے کا ہر ایک شخص عالم ہو یا جاہل اپنے اپنے مذاق کے موافق لطف حاصل کرتا ہے جیسے قرآن مجید سے ایک عالم نبیل فاضل جلیل لطف اٹھاتا ہے۔ ایسے ہی ایک امی محض بھی ایک خاص ذوق حاصل کرتا ہے یہی اس کے کلام اللہ ہونیکا نشان ہے۔ ہمارے امام کے کلام میں بھی اسی قسم کا اعجاز ہے۔ آپ حضور کی ایک کتاب لیکر ان پڑھ لوگوں کے مجمع میں پڑھی جاؤ برابر سمجھتے جائیں گے اور انکی طبائع پر خاص اثر ہوگا۔ مگر ایک عالم فاضل کو بھی مطالعہ سے خاص تاثیر ہوگی۔ دوسرا طرز حکیم الامت کا ہے یعنی فلسفیانہ رنگ میں ہر ایک مطلب و مقصود و مشکل مسئلہ کو محض قرآن مجید ہی سے حل کیا جاتا ہے۔ تیسرا طرز احسن المتکلمین اعنی مولانا محمد احسن امروہی (اللہ تعالیٰ اس فاضل جلیل کو دیر تک ہمارے سر و نیر سلامت رکھے) کا ہے۔ آپ علوم الٰہیہ کے ذریعے مخالفین کے اصول مان کر تفرقہ شکن مضامین لکھتے ہیں جن کے سمجھنے کے لئے ضرور ہے کہ ہماری جماعت ان علوم کی تحصیل میں خاص کوشش کرے۔ اور اس وقت کو غنیمت سمجھے کیونکہ ایسا بزرگ ہم میں موجود ہے جسکی کتابیں ناچیز الحکم نقد جان و دیگر خریدے تو بھی سستے ہیں نرخ بالاکن کہ ارزانی ہنوز۔ یہ طرز اسلئے زیادہ تر قابل قدر ہے کہ ملاں لوگ جنکو علوم الٰہیہ کے ذریعے بحث نہ کیجائے سمجھتے ہیں احمدی سب جاہل ہیں اور وہ اپنے ہی منطقی الجھنوں میں پڑے رہتے ہیں گویا انکی آنکھوں پر منطق و اصول وغیرہ کا پردہ پڑا ہے جسکو ہٹانے کے لئے یہ طرز کارگر ہے۔ میں نے یہ نوٹ صرف اس لئے لکھا ہے کہ احسن المتکلمین کے مضامین کو سرسری نظر سے نہ دیکھا جایا کرے بلکہ انہیں بیش بہا بلکہ انمول موتی تصور کریں جیسا کہ علما خیال کرتے ہیں اگر خود ہی مطالعہ سے سمجھ نہ آئے تو کسی علم والے سے سمجھنے کی کوشش کریں کسی گذشتہ اشاعت میں پیر مہر علی شاہ صاحب [illegible] کے بعد میں ایک رسالہ کا ذکر چھپا تھا مگر وہ تا حال شائع نہ ہوا

[illegible]

مفرح عنبری
قیمت فی شیشہ پانچ روپیہ

جملہ ڈاکٹر صاحبان و حکمائے ہندوستان توجہ فرماویں

[illegible] پانچ تولہ
خوراک [illegible]
محصول بذمہ خریدار

ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر ✤ اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر

خدائے کریم و رحیم کی بے اندازہ مہربانی ہے کہ مجھ جیسا ہیچ مدان ملک کے لائق اطبا کی نظر میں اس عزت سے دیکھا جائے۔ جس کی مثال ہندوستان جیسے ملک میں ہوگا اگر ممکن نہیں تو قریبًا محال ضرور ہے۔ اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔

ورنہ من آنم کہ من دانم ✤

مفرح عنبری کو تیار کر کے جب اس بزرگ جماعت ڈاکٹران و حکمائے ہند کو توجہ دلائی گئی۔ کہ یہ ایک بے نظیر و لاجواب دوائی آپ کے ملک میں تیار ہوتی ہے جس کا مقابلہ یورپ کی کوئی پیٹنٹ دوائی بھی جو نا حال ایجاد ہوئی ہیں عرض سے اس ملک میں آچکی ہیں نہیں کر سکیں اور نہیں کر سکتیں۔ تو اول اول جیسا کہ قاعدہ ہے میری عرض پر کچھ زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ لیکن رفتہ رفتہ جب ملک میں چاروں طرف مفرح عنبری کی شہرت ہوئی اور اس کے استعمال کرنے والے خود مجسم اشتہار بنکر اس کے موجد کی حوصلہ افزائی کے لئے کمربستہ ہو گئے۔ پبلک جلسوں میں لیکچروں کے ذریعہ اس کا چرچہ ہونے لگا۔ تو الحمد للہ کہ اس بزرگ جماعت نے بھی توجہ مبذول فرمائی۔ رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ہندوستان بھر میں جو شہرت کا دقیقہ باقی رہ گیا تھا وہ اس قابل فخر جماعت کی طفیل اللہ کے فضل سے پورا ہو گیا ✤

اس بات کے کہنے کی تو میں جرأت نہیں کرتا۔ اور نہ کر سکتا ہوں کہ خدانخواستہ آپ میں سے کسی کو ایسی عمدہ دوائی بنانا آتا نہیں یا آپ جانتے نہیں جس حالت میں کہ خداوند کریم کی عنایت سے آپ ہر طرح لائق تعلیم یافتہ سند یافتہ ڈاکٹری جماعت میں داخل ہیں اور اپنے فرائض کی انجام دہی پر ممتاز ہیں۔ ہاں ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی نہیں مان سکتا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ کیونکہ ہر ایک دانا معالج کو جس کا کام ہر وقت مریضوں کا علاج کرنا ہے خواہ وہ اپنے وقت کا ارسطاطالیس۔ جالینوس۔ بو علی سینا ہی کیوں نہو ہمیشہ ایک عمدہ چیز کی ہے اور ہر ایک تعصب سے پاک دل طبیب کو اس کی تلاش بھی رہتی ہے۔ چنانچہ بزرگان ذیل کا نہایت ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنا فرض منصبی ادا کیا اور جنہوں نے بڑی توجہ سے کام لے کر میری عرض کو جگہ دی۔ خود فائدہ اٹھایا مجھے فائدہ ہوا۔ اور مریضوں پر احسان کیا آیندہ کیلئے ایک اتحاد قائم ہو گیا اور جو ذاتی فائدے ہیں وہ علٰحدہ۔ میرے پاس کافی الفاظ نہیں کہ اس مختصر میں ان کا شکریہ ادا کر سکوں۔ البتہ مکمل رپورٹ میں انشاء اللہ مفصل ذکر خیر کروں گا۔ یہاں صرف اسمائے گرامی ان پاک دل ہمعصروں کے شکریہ کے ساتھ عرض کرتا ہوں ✤

جناب ڈاکٹر رام پرشاد صاحب انچارج میں ڈسپنسری نرسنگھ پور
جناب ڈاکٹر محمد رحمٰن صاحب پالون ضلع مولمین
جناب ڈاکٹر احمد علی صاحب کھنڈیرا (نیواز)
جناب ڈاکٹر خانصاحب عبد المجید خانصاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈائمنڈ اسائلم ناگپور
جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کمپنی ناگپور
جناب ڈاکٹر شیخ محمد حسین صاحب ایلور ضلع گوداوری
جناب ڈاکٹر مول چند صاحب پنشنر دھمتاری ضلع رائے پور
جناب ڈاکٹر محمد حیدر حسین صاحب حیدر صدر ڈسپنسری کھنڈوہ
جناب درگاہی بخش صاحب خاص ریاست ریوان
جناب ڈاکٹر سریرام صاحب ہنڈیہ ضلع الہ آباد
جناب ڈاکٹر عبد اللہ خان صاحب پورنیہ بنگال
جناب ڈاکٹر عبد المجید خانصاحب ضلع رانچی
جناب ڈاکٹر اناداچرن سرکار چیریٹیبل ڈسپنسری راؤڈن بنگال
جناب ڈاکٹر الیس امین الدین صاحب قریشی سی۔ ایم۔ ایس سمگا ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب انچارج ڈسپنسری دموہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب ایچ الیس منڈلہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر عبد الفتاح خان صاحب ایچ۔ الیس ناگپور
جناب ڈاکٹر چھجو مل صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ آروی ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہزاری باغ بنگال

جناب ڈاکٹر پنڈت سریرام صاحب ہیڈ سرجری اسسٹنٹ ضلع ناگپور
جناب ڈاکٹر سید محمد ہادی صاحب امام باڑہ ڈسپنسری (ہوگلی)
جناب ڈاکٹر محمد عبد القاہر صاحب وکٹوریہ میڈیکل ہال سلطانپور بنگال
جناب ڈاکٹر بہادر علی صاحب جام گاؤں ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر شیخ شبراتی صاحب ریاست کھیراگڈھ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر غلام احمد خانصاحب ایچ۔ الیس نواجی پور
جناب ڈاکٹر آغا محسن علی صاحب نیو میڈیکل ہال مانڈلے
جناب ڈاکٹر سید احمد علی صاحب ایچ۔ الیس مہو فی مالوہ ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر محمد امام خانصاحب سینئر ہاسپٹل اسسٹنٹ جیل چاندہ
جناب ڈاکٹر اے۔ لی۔ بوس صاحب ایچ الیس دھنو بو برہما
جناب ڈاکٹر رحمت علی صاحب احمدی کنگ افریقین رائفلز سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر چمن خان صاحب فسٹ برگیڈ سمالی لینڈ
جناب ڈاکٹر سراج الدین صاحب ریاست بستر ممالک متوسط
جناب ڈاکٹر مہیش چندرا صاحب لاتی ہاٹ ضلع چاٹگام
جناب حکیم محمود حسین خان صاحب ضلع ساگر
جناب حکیم سید سلطان حسین صاحب رضوی لکھنوی ریاست کوٹہ
جناب حکیم سید احمد علی صاحب دہلوی بنگلور
جناب حکیم خیر الدین صاحب جریان ریاست پٹیالہ
جناب حکیم محمد علی صاحب ریاست خاص پالن پور
جناب حکیم محمد سلطان صاحب چنڈول ضلع کستنہ

جناب حکیم محمد صدیق حسین صاحب جیلانی نجیب آباد
جناب حکیم محمد عزیز الرحمٰن صاحب ضلع باریسال
جناب حکیم عبد اللطیف صاحب ناندگاؤں ضلع ناسک
جناب حکیم حافظ سید عبد الکریم صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم عبد الرزاق صاحب ضلع دیناجپور
جناب حکیم کرامت علی صاحب دھاپی ضلع پورنیہ
جناب حکیم سید عبد الرحیم صاحب بلہاری۔ مدراس
جناب حکیم عبد الجلیل صاحب سلامپور ضلع سیتاپور
جناب حکیم امیر الحسن صاحب لکواڑہ ضلع پورنیہ
جناب حکیم کرامت حسین صاحب ضلع پورنیہ
جناب حکیم محمد سالار صاحب قاضی سرکار ٹوبرگل
جناب حکیم رحیم بخش ہاٹ ٹولہ پورنیہ
جناب حکیم محمد عبد المجید صاحب چہنگاؤں ضلع پورنیہ
جناب حکیم عشرت علی خان صاحب عمرکیہ ضلع آسام بنگال
جناب حکیم حافظ نعمت علی صاحب رنگون
جناب حکیم سید عبد القیوم صاحب سکندر نگر میمن سنگھ
جناب حکیم ناظم حسین صاحب مانڈلے برہما
جناب حکیم محمد مہدی حسین صاحب دل سنگھ سرائے دربھنگہ
جناب حکیم سید لیاقت حسین صاحب نواجی پور

آمدم بر سر مطلب

مفرح عنبری میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں کوئی POISON (زہر) چیز از قسم کشتہ وغیرہ ہرگز نہیں ملایا جاتا۔ اعلےٰ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آجکل کی قریبًا کل مشہور پیٹنٹ مقوی ادویات سے خواہ وہ یورپ کے تجربے کسی کو بنے آئی ہوں یا ہندوستان کے کسی فرضی جنگل سے نکلی ہوں اس کے مقابلہ میں آدھے چوتھائی نمبر بھی حاصل نہیں کر سکتیں۔ اب میں اسے ختم کر کے بڑے شوق سے آپ کے آرڈر کا منتظر ہوں ✤

بھائیوں کا خادم حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مفرح دلکشا کارخانہ رفیق الصحت لاہور